ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ یادوں کے چراغ؛ مولانا مفتی عبداللہ پھول پوریؒ
■ کتابوں کی دنیا؛ خطبات پرنام بٹ
■ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں
■ چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار بھی
■ امریکی جیلوں میں قبول اسلام کی لہر
■ اخبار جہاں طب وصحت، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں
■ ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں
■ معاشرہ کا بگاڑ اور خواتین کی ذمہ داریاں

جلد نمبر 55/65 شمارہ نمبر 48 مورخہ ۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

ملک کی موجودہ صورت حال اور ہماری ذمہ داریاں

امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

ماضی قریب کی تاریخ میں ہندوستان کی تقسیم کا سانحہ سب سے اہم واقعہ ہے، جس نے ہمارے حالات پر گہرا اثر ڈالا، ہندوستان کی تقسیم نے دو ملک پیدا کر دیئے اور ساتھ ہی ساتھ نفرت وعداوت کی جو بیج اندر اندر پرورش پا رہے تھے، وہ ابھرے اور اس نے پورے ملک کے امن وامان کو خاکستر بنا کر رکھ دیا، اس وقت ہمارے بزرگوں نے اقلیتوں کے قدم جمائے اور انہیں عزیمت کی راہ پر چلنا سکھایا، اس وقت ہمارے مفکروں نے یہ سوچا تھا کہ یہ وقتی رو ہے، جو ختم ہو جائے گی اور پھر ہندوستان کے بسنے والے اپنی انسانیت کی طرف لوٹ آئیں گے، چنانچہ وقتی طور پر فرقہ وارانہ منافرت، ہندو احیاء پرستی جیسی چیزوں کو بعض فسطائی جماعتوں نے اپنی مقصد برآری اور سیاسی فتح کے آلہ کار بنایا اور ملک کے اس سرے سے لے کر اس سرے تک اکثریت کے ذہنوں کو مسموم کر دیا، نتیجتاً تقسیم ہند کے ابتدائی ایام میں جو حالات تھے، اس سے زیادہ نازک موڑ پر ہم آپہونچے، اس فاسد اور مذموم ذہنیت نے ہماری دشواریوں میں اضافہ کر دیا ہے اور بہت سارے مسائل پیدا کر دیئے ہیں، جن میں اولین مسئلہ تو فرقہ وارانہ فسادات کا ہے، جو اب نئی تکنیک اور منصوبہ بندی کے ساتھ ملک کے مختلف ایسے اہم حصوں میں جو صنعتی یا تجارتی نقطۂ نظر سے اہم ہوں، اقلیتوں کی نسل کشی اور ان کو معاشی اعتبار سے مفلوج کرنے اور ان کے ذہنوں کو مرعوب کرنے کے لیے تیار ہو رہے ہیں، جن کی دردناک اور المناک داستانوں پر ہر انسانیت دوست نالاں ہے اور افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ ان مواقع پر وہ لوگ جن پر قیام امن کی ذمہ داری ہے، ان کی ہمدردیاں مظلوموں کے بجائے ظالموں کا ساتھ دیتی ہیں۔

دوسرا مسئلہ نوکریوں، ملازمتوں اور صنعت وحرفت وغیرہ کی اسکیموں میں اقلیت کے ساتھ عدم مساوات اور ان کی حق تلفی کا مسئلہ ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ ترقی کرتے ہوئے ملک میں خود اس کا ایک بازو یعنی مسلمان روز بروز معاشی اور اقتصادی پہلو سے تباہی اور بربادی کی طرف بڑھ رہا ہے۔

تیسرا مسئلہ زبان کا ہے، ہندوستان کی آبادی کے بہت بڑے حصے کی مادری زبان اردو ہے؛ لیکن آزادی کے بعد ہی سے اس حقیقت سے انکار شروع کر دیا گیا اور اردو کے خالص علاقے بہار، یوپی، دہلی، آندھرا پردیش وغیرہ میں جہاں اردو کو اس کا حق ملنا چاہئے تھا، بدقسمتی سے لسانی تعصب نے اردو کو اس کے حق سے محروم کر دیا، نتیجتاً جہاں ہندوستان کی ایک بڑی آبادی کے منہ سے اس کی زبان چھین لینے کی کوشش کی جا رہی ہے، وہاں مسلمانوں کے لیے خصوصیت کے ساتھ اس مسئلہ کی نزاکت بڑھ گئی ہے؛ اس لیے کہ تقریباً سو برسوں میں مسلمانوں نے عربی اور فارسی زبانوں سے اپنا تمام مذہبی لٹریچر اردو میں منتقل کر لیا ہے اور اردو زبان ہی ان کی تعلیم کا ذریعہ اور ان کی آنے والی نسلوں تک دین کو پہونچانے کا ذریعہ ہے، اس زبان کی موت سے جہاں سو برس کے دانشوروں، علما اور سلف کی محنت کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، وہیں ان کے سامنے آنے والی نسلوں تک دین پہونچانے اور اسلامی حقائق سے انہیں آشنا کرنے کا مسئلہ بھی کچھ کم گمبھیر نہیں۔

چوتھا سب سے اہم مسئلہ مسلم پرسنل لا میں تبدیلی اور ملک میں مشترکہ سول کوڈ کے نفاذ کا ہے، صورت حال یہ ہے کہ دستور ہند نے ایک طرف ہندوستان میں بسنے والے تمام مذہبی فرقوں کی مذہبی آزادی کا حق تسلیم کیا ہے اور دوسری طرف مشترکہ سول کوڈ کا نفاذ بھی دستور کے رہنما اصول میں موجود ہے، اس سے فائدہ اٹھا کر خود ارباب حکومت اور جو طبقہ مسلمانوں کی ملی انفرادیت کو پسند نہیں کرتا، تھوڑے تھوڑے عرصہ پر اس مسئلہ کو چھیڑ کر آہستہ آہستہ رائے عامہ تیار کر رہا ہے۔

دوسری طرف بعض فسطائی عناصر نے مسلمانوں کے ہندوستانیہ کرن کا نعرہ لگایا ہے، جس کی مخالفت اگر دوسرے انصاف پسندوں نے کی ہے؛ لیکن بہرحال اس قسم کے نعروں کا صاف مطلب یہ ہے کہ اکثریت کا یہ فسطائی طبقہ بھارتیہ کرن کے نام پر مسلمانوں کو شدھی کرنا چاہتا ہے اور یہ شاید اس کے بغیر ہم سے راضی بھی نہیں ہو سکتے جیسا کہ قرآن پاک نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا تھا: ﴿یہود ونصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے، جب تک آپ ان کی ملت کی پیروی نہ کرنے لگیں﴾۔ دراصل ہندوستان کے اس فسطائی ذہن نے محسوس کر لیا ہے کہ ہندوستانی مسلمان جب تک ملی انفرادیت، اپنے دینی امتیازات اور اسلامی تہذیب کو اختیار کئے رہیں گے، اس وقت تک انہیں ارتداد کی راہ پر نہیں لگایا جا سکتا؛ اس لیے وہ آہستہ آہستہ، کبھی دبی زبان میں اور کبھی اونچی صداؤں میں مسلمانان ہند کو ہندوستانی اور دوسرے لفظوں میں ہندو بنانے اور کبھی مسلم پرسنل لا کو بدل کر مشترکہ سول کوڈ کے نفاذ کی بات کرتے ہیں اور اس طرح آہستہ آہستہ ہماری انفرادیت کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ نازک حالات کی اس اجمالی تصویر سے آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ اس ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے، دراصل یہ سب ایک منصوبہ کے تحت ہو رہا ہے، فسادات کے ذریعہ ہمارے ذہنوں کو مرعوب کرنا ہماری جرأت وعزیمت کو مجروح کرنا، پھر ہماری معاشی، اقتصادی اور تجارتی تباہ حالی کے ذریعہ ہماری قوتوں کو مفلوج کرنا اور گمراہ کن نصاب تعلیم کا اجرا، زبان کی مشکلات اور پھر پرسنل لا وغیرہ میں تبدیلی لا کر پوری قوم کو ذہنی ارتداد کی راہ پر ڈال دینا مقصود ہے۔

قوموں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان کے ذہنوں میں تبدیلیاں ہمیشہ دبے پاؤں آتی ہیں اور پچاس سو برس بعد اس کے نتائج سامنے آتے ہیں، عام طور پر جس چیز کو لوگ انقلاب کہتے ہیں، وہ تو انقلاب کے مظاہر ہوتے ہیں، جو بہت بعد کو سامنے آتے ہیں، ذہین اور زندہ امت کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ چوکنا رہے اور ان عوامل ومؤثرات پر نگاہ رکھے، جو ابھی معمولی محسوس ہوں؛ لیکن برسہا برس کے بعد ہماری اجتماعی زندگی کو کسی عظیم تبدیلی سے دوچار کرنے والے ہوں، اگر ابتدائی حالات میں ان عوامل ومؤثرات پر نگاہ نہیں رکھی گئی اور امت کا ذہن آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار نہیں کیا تو وقت آنے پر سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا اور آنے والی تبدیلی کے طوفان کو پھر نہیں روکا جا سکے گا۔

حالات کی نزاکت جب آپ کے سامنے آگئی تو ضروری ہے کہ آپ ایک نگاہ خود اپنے حال پر بھی ڈالیں، ہم مسلمانوں نے اس وقت عالمی سطح پر بھی اور اپنے ملک میں بھی آپ کو مذہب اور تعلیمات محمد علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام سے جتنا دور کر لیا ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں، عالم اسلام اس وقت یہودیوں کے مظالم کا نشانہ ہے، بیت المقدس آپ کا قبلہ اول آپ کے ہاتھوں سے چھن چکا ہے، اسرائیل کے صہیونی ہر طرح کے مظالم کا عربوں کو شکار بنا رہے ہیں؛ لیکن ہمارے عرب بھائی اب تک اپنے اختلافات اور باہمی جھگڑوں کو ختم نہیں کر سکے، گذشتہ پچاس برسوں میں عالم عرب کے جو حالات رہے، ان کی گروہ بندیوں، غیر اسلامی تہذیب کے عموم اور غیر اسلامی افکار سے جس طرح عرب ذہن متأثر رہا اور اس طرح جس غیر اسلامی راہ پر وہ چل نکلے، اس کے نتیجہ میں آنے والے انقلاب کی دھمک انہوں نے نہیں سنی اور غفلت کی نیند ان پر مسلط رہی، جس کا لازمی نتیجہ سقوط بیت المقدس اور یہودی تسلط کی شکل میں نکلنا تھا اور وہ ہو کر رہا۔ ہمارے ملک میں مسلمانوں کے لیے 1947 کے انقلاب کے بعد موقع تھا کہ وہ اپنے اندر صالح تبدیلی لاتے، اپنی زندگی کے اطوار بدلتے، فضول خرچی اور اسراف چھوڑ کر اپنی معاشی بدحالی کو دور کرتے، تنگ نظری سے توبہ کر کے سارے مسلمانوں کے لیے اپنے دلوں میں اسلامی اخوت کو جگہ دیتے، گروہ بندی چھوڑتے، تحزب اور تفریق وانتشار کی راہ کو چھوڑ کر ملت واحدہ اور بنیان مرصوص بنتے، تعلیم کی راہ میں آگے بڑھتے اور عالم میں جو وسائل آج کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری تھے، انہیں حاصل کرتے اور پھر خدا پر کامل یقین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو اپناتے جو ہماری ہر طرح کی کامیابی کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہے؛ لیکن بدقسمتی سے ہم نے پچھلے دنوں میں بہت کچھ کھویا ہے اور بہت کم حاصل کیا ہے، ہم نے اپنی پوری معاشرت کو غیر اسلامی بنا دیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

روشن مجلس، دل تاریک

’’تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو، مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے، تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو، مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لیے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈھتے، تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو، مگر آپ تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا، تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال وآستین کو معطر کرنا چاہتے ہو، مگر آہ تمہاری غفلت کہ تمہاری عظمت اسلامی عطر بیزی سے دنیا کے مشام روح یک سر محروم ہیں، کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں...... مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی۔‘‘ (امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ)

بلا تبصرہ

’’جس طرح گذشتہ کچھ سالوں میں تاریخ کو لے کر اختلاف چل رہا ہے، اس سے یہی لگتا ہے کہ تاریخ سے ہم لوگ کچھ سیکھنا ہی نہیں چاہتے، آئے دن کبھی اکبر تو کبھی تاج محل کو لے کر ہم کسی نہ کسی انداز میں تاریخ کو غلط ثابت کرنے میں جٹ جاتے ہیں، فلم پدماوتی کو لے کر ہی ابھی جس طرح کا ماحول ہے، اس سے یہی لگتا ہے کہ ہم اپنی تہذیب کو ہی بھلا بیٹھے ہیں یا اس طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں، ایسے واقعات بتاتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ایک الگ طرح کی تہذیب پنپ رہی ہے، جو نہ صرف ہمارے حال کو کمزور کر رہی ہے، بلکہ مستقبل کے لیے بھی اچھی نہیں ہے۔‘‘ **(راکیش کمار: ہندوستان ۴ دسمبر ۲۰۱۷ء)**

اللہ کی باتیں۔۔۔رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

مال ودولت کی محبت:

﴿جان لو کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش کا ذریعہ ہیں اور یقیناً اللہ کے پاس بڑا اجر ہے﴾ (سورۂ انفال:۲۸)

وضاحت: مال واولاد سے انسانوں کو فطری طور پر محبت ہوتی ہے اور بسا اوقات ان دونوں چیزوں کی جستجو اور فراوانی آخرت کی فراموشی کا ذریعہ بھی بن جاتی ہیں، پھر انسان گھمنڈ اور تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے، جب صاحب ثروت پر یہ کیفیت طاری ہو جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مال واولاد دے کر اس کا امتحان لینا چاہتے ہیں کہ ایسے شخص کا دل آخرت سے غافل ہو رہا ہے، یا اس کو نعمت خداوندی سمجھ کر شکر بجالاتا ہے؛ اس لیے قرآن نے توجہ دلائی کہ ایسا نہ ہو کہ تمہاری نظر میں مال واولاد کی اہمیت بڑھ جائے اور اس کو بچانے کے لیے تم اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کر بیٹھو، اس لیے ہر شخص کو اپنے نفس پر کڑی نظر رکھنی چاہئے، اپنے حالات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور دین ودنیا کی بھلائی کو سمجھنا چاہئے اور ہمیشہ اس کی کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ حلال طریقے سے کمائے اور آخرت کے لیے زیادہ سے زیادہ نیک کام کرے، اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال ودولت کی نعمت عطا کی ہے تو اس کو معاشرہ اور سماج کے کمزور طبقوں، حاجت مندوں اور پریشان حال لوگوں کی مدد کیجئے، اس کے ذریعہ ہی مال میں برکت ہوگی اور سماجی زندگی میں الفت ومحبت اور تعاون کے گہرے روابط پیدا ہوں گے، معاشرہ میں اطمینان وسکون کی کیفیت پیدا ہوگی، اسی طرح اولاد اللہ کا ایک انمول عطیہ ہے، والدین کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے انہیں اس نعمت عظمیٰ سے نوازا ہے؛ اس لیے والدین کا سب سے بہترین تحفہ یہ ہے کہ اپنی اولاد کو بہترین تعلیم وتربیت سے آراستہ کریں، شرعی اصول وضوابط کے مطابق ان کی اصلاح میں لگے رہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ مال واولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں؛ اس لیے اولاد صحیح ذہنی وفکری اور اخلاقی تربیت سے خاندان کے نام روشن ہوتے ہیں اور پھر یہی بچے مستقبل میں قوم وملک کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، بچوں کی پرورش وپرداخت اور ان کی نگہداشت کرتے رہے، اگر بے توجہی برتی اور غفلت سے کام لیا تو پھر وہ سماج کے لیے عذاب بن جاتے ہیں، اس لیے ان کی صحیح تربیت پر خاص توجہ دیجئے، آج بچوں کی دینی تربیت کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ بگڑ رہے ہیں اور اس کے برے اثرات سماجی زندگی پر پڑ رہے ہیں، پھر اولاد اور والدین ایک دوسرے سے نالاں ہوتے ہیں؛ اس لیے والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو بگڑنے سے بچائیں، معلوم ہونا چاہئے کہ جو اولاد متقی وپرہیزگار ہوتی ہے، وہ والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے، یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم ان کی دیکھ بھال کریں اور ان کی ضرورت کو سمجھیں اور انہیں پورا کریں۔

اللہ پر اعتماد رکھئے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ پر توکل کا حق ادا کرو تو تمہیں بھی روزی ایسے ہی مہیا ہوگی جیسے کہ پرندے کو کہ وہ صبح خالی پیٹ جاتا ہے اور شام میں آسودہ ہو کر لوٹتا ہے۔ (ترمذی شریف)

مطلب: اللہ رب العزت نے دنیا میں کامیابی وکامرانی کے لیے کچھ اسباب مقرر کئے ہیں، اگر انسان ان اسباب وتدابیر کو اختیار کرے تو وہ ترقی کی منزلیں طے کرسکتا ہے، البتہ کامیابی کے لیے ان اسباب پر اعتماد نہ رکھے؛ بلکہ اعتماد صرف اللہ کی ذات وصفات اور اس کی نصرت وحمایت پر کیا جائے؛ کیوں کہ دنیا کی کوئی چیز اللہ کی مرضی اور ارادے کے بغیر حرکت نہیں کرسکتی ہے، بندہ کے لیے صرف یہ حکم ہے کہ وہ اسباب کو اختیار کرکے نتیجہ کو اللہ کے حوالہ کردے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے فراخی کی راہیں کھول دیتے ہیں، فرمایا گیا کہ ''اگر تم مومن ہو تو اللہ پر بھروسہ اور اعتماد رکھو'' بے حوصلہ اور مایوس ہو کر نہ بیٹھو۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اسباب کے تین درجے ہیں: یقینی، ظنی، وہمی، سبب یقینی یہ ہے کہ عادتاً نفع کا مرتب ہونا یقینی ہو، کھانے کے بعد آسودگی، پانی پینے کے بعد سیرابی، ایسے اسباب کو اختیار کرنا ضروری ہے، اگر یہ اسباب موجود ہیں اور کوئی انہیں اختیار نہ کرنے کی وجہ سے ہلاکت کے گڑھے میں جاگرتا ہے تو حرام موت مرے گا، سبب ظنی میں نفع کا مرتب ہونا یقینی نہ ہو؛ بلکہ عام طور پر نفع ہوتا ہے، علاج کے ذریعہ صحت یابی، تجارت کے ذریعہ رزق کا حصول، ایسے اسباب کو اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں، بلکہ انہیں استعمال کرنا سنت اور پسندیدہ ہے، بلکہ بعض حالات میں ان کو بھی اختیار کرنا ضروری ہے اور سبب وہمی سے نفع ہونا خیال ہو جیسے بدفالی وغیرہ، توکل کے خلاف ہے، یہ اسباب کے مختلف درجات ہیں لیکن بنیادی طور پر ہر حالت میں اللہ پر اعتماد اور اس کے وعدوں پر اطمینان رکھئے اور یہ خیال رکھئے کہ خیر کا سرچشمہ ذات واحد ہی ہے، تو آپ کامیاب وکامران ہوں گے۔ ''جب کسی کام کے لیے عزم کو لو تو اللہ پر بھروسہ رکھو''۔ جو کچھ ملے اس پر شکر کیجئے اور جو نہ ملے اس پر صبر کیجئے، اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ مومن ہر طرح کے حالات میں اللہ کی دکھائی ہوئی راہ پر ثابت قدم رہے، اس سے انحراف نہ کرے اور مشکل حالات کو بدلنے کی ہر جائز تدبیر اختیار کرے، جب انسان اس مقام کو پالیتا ہے تو وہ اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

خضاب کا شرعی حکم:

سر یا داڑھی کے بالوں میں مہندی کے علاوہ سیاہ رنگ یا لال رنگ کا خضاب لگانا کیسا ہے؟ مذکورہ خضاب لگا کر نماز ہوگی یا نہیں، کوئی امام لگائے تو ان کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا، جبکہ ان کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید ہوگئے تھے کہ اپنے بالوں میں خضاب لگا کر اس کی سفیدی کو بدل ڈالو، البتہ سیاہ خضاب سے پرہیز کرنا۔ (صحیح مسلم:۱۹۹/۲)

ایک دوسری حدیث میں سیاہ خضاب سے متعلق شدید وعید سناتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اخیر زمانہ میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کا استعمال کریں گے، ایسے لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی۔ لہذا مذکورہ بالا روایات کی روشنی میں سیاہ خضاب لگانا صحیح نہیں ہے، فقہاء کرام نے مکروہ تحریمی لکھا ہے، اس کے استعمال سے پرہیز لازم وضروری ہے، البتہ اگر کوئی شخص سیاہ خضاب لگا کر نماز پڑھتا ہے تو اگرچہ سیاہ خضاب کے استعمال کی وجہ سے گنہ گار ہوگا؛ لیکن نماز ہو جائے گی، ہاں! اگر خضاب ایسا ہو کہ اس کے لگانے کی وجہ سے بالوں پر ایسی تہیں جم جاتی ہوں کہ بالوں تک پانی کا پہونچنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں وضو ہی نہیں ہوگا اور جب وضو نہیں ہوگا تو نماز بھی نہیں ہوگی۔

(۲) سیاہ خضاب لگانے والے امام کی امامت مکروہ ہے، البتہ اگر امام صاحب سیاہ خضاب کا استعمال ترک کرکے توبہ واستغفار کرلیں تو پھر ان کی امامت بلاکراہت درست ہوگی۔

(۳) سرخ خضاب کا استعمال شرعاً جائز ودرست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں خصی یا مرغا کی نذر:

زید نے منت مانا کہ میرا بیٹا جو بیمار ہے، صحت یاب ہوگیا تو مسجد میں مرغا یا خصی دیں گے، زید کا بیٹا صحت یاب ہوگیا، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس پر نذر کا پورا کرنا ضروری ہے، اگر وہ مرغا یا خصی مسجد میں دیتا ہے تو اس کو فروخت کرکے رقم مسجد میں لگائی جاسکتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

ان ہی چیزوں کی نذر صحیح ودرست ہے، جو عبادت مقصودہ کے قبیل سے ہو اور اس کی جنس سے کوئی چیز واجب ہو، لہذا صورت مسئولہ میں اگر زید نے یہ نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں مسجد میں مرغا دوں گا تو یہ نذر صحیح نہیں ہے، کام ہو جانے کے بعد اس پر نذر کی ادائیگی لازم وضروری نہیں ہے، البتہ اگر وہ اپنی مرضی وخوشی سے مرغا، مرغی مسجد میں دیدے تو اس کو فروخت کرکے رقم مسجد کے کاموں میں لاسکتے ہیں ــــــ اور اگر یہ نذر مانی کہ فلاں کام ہوگیا تو خصی مسجد میں دوں گا تو چونکہ اس کے جنس سے قربانی واجب ہے اور یہ عبادت مقصودہ میں سے ہے، اس لیے یہ نذر صحیح ہوگی اور کام ہو جانے کے بعد خصی کا تصدق لازم ہوگا، البتہ اس کا مصرف فقراء ومساکین ہے، مسجد میں اس کی رقم کا استعمال درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا نکاح ثانی کی وجہ سے بیوی شوہر کے ترکہ سے محروم ہوگی:

زید کا انتقال ہوگیا، اس کی بیوی صبیحہ ناز نے کچھ عرصہ بعد نکاح ثانی کرلیا، اس کے مرحوم شوہر نے اپنی حیات میں مہر کی ادائیگی نہیں کی تھی اور نہ ہی صبیحہ ناز نے مہر معاف کیا تھا تو ایسی صورت میں وہ مہر کی حقدار ہوگی یا نہیں، نیز شوہر کی متروکہ جائیداد سے اس کو حصہ ملے گا یا نہیں، اگر ملے گا تو کتنا، عام طور سے ہمارے یہاں یہ بات مشہور ہے کہ شوہر کی وفات کے بعد اگر اس کی بیوی دوسری شادی کرلیتی ہے تو وہ شوہر مرحوم کی جائیداد سے محروم ہو جاتی ہے، یہ بات کہاں تک درست ہے، نیز نکاح ثانی کو معیوب سمجھنا اور بری نظر سے دیکھنا کس حد تک صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نکاح ثانی کرنا کوئی جرم اور گناہ نہیں ہے، نہ ہی کوئی عیب کی بات ہے، اس کی وجہ سے عورت اپنے شوہر کی میراث اور مہر سے محروم نہیں ہوگی، کیوں کہ نکاح ثانی موانع ارث میں سے نہیں ہے، بلکہ جس طرح نکاح اولیٰ مسنون ہے، اسی طرح نکاح ثانی بھی مسنون اور پاکیزہ زندگی گزارنے کا ذریعہ اور اجر وثواب کا باعث ہے، چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وانکحوا الایامیٰ منکم. (سورۃ النور) (بیوگان کی شادی کردیا کرو) ایامیٰ ایم کی جمع ہے جو ہر اس مرد وعورت کے لیے استعمال ہوتا ہے، جو نکاح میں نہ ہو، خواہ نکاح ہی نہ کیا ہو، یا زوجین میں سے کسی ایک کی موت یا طلاق وغیرہ سے نکاح ختم ہوگیا ہے، ایسے مرد وعورت کے نکاح کے لیے اولیاء اور ان کے سرپرستوں کا حکم دیا جارہا ہے کہ وہ ان کے نکاح کا انتظام کریں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرنا، نماز فرض کا جب وقت آجائے، جنازہ جب موجود ہو، بیوہ عورت کے نکاح میں جب کفو مل جائے۔ لہذا سب سے پہلی بات یہ ہے کہ نکاح ثانی کرنا عیب کی بات نہیں ہے، بلکہ اجر وثواب کا باعث ہے اور اس کی وجہ سے بیوہ شوہر کی جائیداد سے محروم نہیں ہوگی، بلکہ فوت شدہ شوہر کے مال سے مہر کے علاوہ میراث کی بھی حقدار ہوگی اور شرعی ضابطہ کے مطابق اسے حصہ ملے گا، لوگوں کا یہ کہنا کہ نکاح ثانی کی وجہ سے عورت کا حصہ ختم ہو جاتا ہے، شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے، ایسا کوئی مسئلہ شریعت کا نہیں ہے، چنانچہ بیوی کی دو حالتیں ہیں اور اسی حساب سے اس کو حصہ ملتا ہے، جس کو قرآن نے صاف صاف بیان کردیا ہے۔ (۱) اگر شوہر کا انتقال ہوگیا اور کوئی اولاد بیٹا یا بیٹی وغیرہ موجود ہے تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا، (۲) اور اگر کوئی اولاد موجود نہیں ہے تو بیوی کو ربع یعنی چوتھائی حصہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

مورخہ ۲۱رربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۱ردسمبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

حالت زار

بہار سرکار نے مختلف تنظیموں کو ساتھ لے کر ایک پلان بنایا ہے، جسے ''بہار اسٹیٹ ڈرافٹ پلان آف ایکشن فار چلڈرن 2017'' کے نام سے جانا جاتا ہے، اس پلان کو 2022 تک زمین پر اتارنا ہے، اس پلان میں کچھ ایسے نکات پر زور دیا گیا ہے، جس کا تمام تر تعلق بچوں سے ہے، بچوں کی تعلیم، صحت اور ذہنی ترقی کے حوالے سے کچھ منصوبے بنائے گئے ہیں، اس پلان کو بنانے کے لیے جو سروے کرایا گیا ہے، اور جو رپورٹ یو ڈائز (U-DISE) یعنی یونی فائیڈ ڈسٹرکٹ انفارمیشن فار ایجوکیشن (Unified District information system for Education) کے نام سے آئی ہے، اس کا خلاصہ بہار کے تعلیمی نظام کو آئینہ دکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہاں کے تعلیمی ادارے انفراسٹرکچر کے حوالے سے کس قدر کمزور ہیں، اور ان کی حالت زار کس قدر افسوس ناک ہے، رپورٹ کے مطابق 2860 پنچایتوں میں اب بھی ہائی اسکول نہیں ہیں، ان پنچایتوں کے بچوں کو ہائی اسکول اور انٹر کی تعلیم کے لیے دوسرے پنچایت کے اسکولوں میں جانا ہوتا ہے، اس کی ایک بڑی وجہ زمین کی عدم دستیابی بھی ہے، سرکار کا ہائی اسکول کھولنے کے لیے ایک نارمس ہے، جس میں ہائی اسکول کھولنے کے لیے ایک ایکڑ زمین کی فراہمی ضروری ہے، مڈل اسکولوں کو اپ گریڈ کر کے بھی کام چلایا جاتا ہے، لیکن اس میں بھی بہت ساری دشواریاں ہیں، ریاستی حکومت زمین کے سلسلے میں نرم رویہ اپنانا چاہتی ہے، چنانچہ اس نے ایک ایکڑ کی حد کو کم کر کے پون ایکڑ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

یو ڈائز (U-DISE) 2015-16 کی رپورٹ کے مطابق ریاست میں 80166 اسکول قائم ہیں، جس میں سے 54.14% اسکول پرائمری اور 41.5% اسکول پرائمری اور اس سے اوپر کے ہیں، جن میں صرف پانچ فیصد اسکول سکینڈری اور ہائر سکینڈری معیار کے ہیں۔ تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ ریاست میں 8391 پنچایتیں ہیں، 5531 پنچایتوں میں ہائی اسکول قائم ہیں 3332 پنچایتوں میں 2014 کے قبل سے ہائی اسکول قائم ہیں، 2014-15 میں 1300 ہائی اسکول کا اضافہ ہوا، جن میں کچھ نئے قائم ہوئے اور کچھ ترقی دے کر بنائے گئے، 2015-16 میں 896، 2016-17 میں صرف 02 اور 2017-18 میں ابھی صرف ایک اسکول قائم ہو پائے ہیں۔ 64% اسکولوں میں بجلی نہیں ہے، اور صرف 35.3% اسکولوں میں ہی کھیل کا میدان ہے، باورچی خانہ 62.5% اسکولوں میں، کمپیوٹر کی سہولت 7.6%، بجلی کنکشن والے اسکول 34.9%، ایم ڈی ایم (موبائیل ڈیوائز مینجمنٹ) والے اسکول 96.5%، پانی کی سہولت 94.2%، بیت الخلاء والے اسکول 89%، طالبات کے لیے علاحدہ بیت الخلاء والے اسکول 89.9%، چہار دیواری والے اسکول 52.5%، سڑکوں سے جڑے ہوئے اسکول 86.3%، ایک استاذ والے اسکول 4.2% اور ایک کلاس والے اسکول 1.9% ہیں۔

اعداد و شمار کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاستی حکومت نے جس کام کو ترجیحی بنیاد پر کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور جو ''سات نشچے'' کے دائرے میں آتے ہیں، ان میں بھی اسکول کی طرف توجہ نہیں دی گئی ہے، وہاں بجلی، پانی اور بیت الخلاء کی تعمیر کا کام بھی صد فی صد نہیں ہو پایا ہے، دوسری سہولیات کی حالت تو اور بھی ناگفتہ بہ ہے۔ یہ اعداد و شمار یو ڈائز (U-DISE) 2015-16 کی رپورٹ سے ماخوذ ہیں، اور یہ سرکاری رپورٹ ہے، جن اسکولوں میں اب تک بیت الخلاء بنائے نہیں گئے ہیں، ظاہر ہے اس اسکول کے اساتذہ اور بچے کھلے میں ہی ضرورت پوری کریں گے، ان میں پچاس فیصد تعداد بچیوں اور استانیوں کی بھی مان لیجئے۔ لطیفہ یہ ہے کہ محکمۂ تعلیم نے کچھ پہلے ہی اساتذہ کے ذمہ لوٹا کی نگرانی کا کام دیا تھا، بہت احتجاج کے بعد اسے واپس لیا گیا، بھلا جو لوگ خود ہی کھلے میں فراغت کے لیے مجبور ہوں وہ دوسرے کی تصویر کھینچ کر کس طرح انہیں اس کام سے روک سکیں گے۔ اگر سرکار واقعتاً ریاست میں تعلیم کے فروغ کے تئیں مخلص ہے تو اسے اسکولوں کی حالت کو بدلنے کے لیے فوری اور مضبوط قدم اٹھانے ہوں گے۔

بابری مسجد

۶ردسمبر کا دن ہندوستان میں ہجومی تشدد کے ذریعہ بابری مسجد کے انہدام کے لیے مشہور ہے، اس دن صرف بابری مسجد نہیں ٹوٹی، ہندوستان کا قانون ٹوٹا، عدالت کو دیے گئے وعدے ٹوٹے، اور جمہوری قدروں پر یقین رکھنے والوں کا اعتماد ٹوٹا، انسانیت شرمسار ہوئی، گنگا جمنی تہذیب کے پرخچے اڑے، گاندھی کی پالیسی کا خاتمہ ہوا اور صدیوں کی روایت کو فرقہ پرستوں نے خاک وخون میں ملا دیا، اس طرح یہ تاریخ ہندوستان میں شرپسندوں کی کارستانیوں کی وجہ سے تاریک دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ ہم لوگ برسی کے قائل نہیں، اس لیے اس دن کو یوم سیاہ کے طور پر منانے کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے، اسی طرح مٹیا برج میں برسوں سے اجتماعی اذان دینے کا اہتمام جو اس دن کیا جاتا ہے، اس کو بھی غلط سمجھتے ہیں، اذان ہماری عبادت کا حصہ ہے اور عبادت کے اوقات شریعت میں متعین ہیں، اس کو احتجاج اور مظاہرے کے لیے استعمال کرنا ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

امسال چونکہ بابری مسجد مقدمہ کی سماعت ۵ردسمبر سے طے تھی، اس لیے کافی ہمہ ہمی تھی، مسلمانوں نے اسے یوم سیاہ اور فرقہ پرستوں نے یوم شجاعت کے طور پر منانے کا اہتمام کر رکھا تھا، ۵ردسمبر سے بابری مسجد کی سماعت تو ۸رفروری ۲۰۱۸ء تک کے لیے ٹل گئی، کیوں کہ بابری مسجد مقدمہ سے متعلق فریق اور تنظیموں کی رائے فوری سماعت کی نہیں تھی، چنانچہ عدالت نے اسے فروری ۲۰۱۸ء تک ملتوی کر دیا، یہ ایک طرح سے ٹھیک ہی ہوا، کیوں کہ ملک کے حالات اس قدر خراب ہیں کہ اس قسم کے حساس مقدمہ کی سماعت سے کہیں بھی فتنہ وفساد کی آگ بھڑک سکتی ہے، خصوصاً اس صورت میں جب آر ایس ایس کی مختلف شاخوں نے اس حوالہ سے بیان دے دے کر ماحول کو گرما رکھا ہو۔

اس کے علاوہ سات زبانوں میں نو ہزار سے زائد دستاویز کے صفحات کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر اپنی رائے دینے کے لیے وکیلوں کو وقت بھی چاہئے تھا، عدالت نے ان دستاویزات کے انگریزی ترجمے کے لیے بارہ ہفتے کا وقت دیا تھا، جو ناکافی ثابت ہوا، اس کے علاوہ اتر پردیش سرکار نے بارہ ہزار صفحات دستاویز کے خود بھی جمع کرائے ہیں، اب تک گواہیاں نوے ہزار صفحات میں درج ہو چکی ہیں، اس طرح ایک لاکھ سے زیادہ صفحات کو پڑھ کر اس پر بحث کرنا معمولی کام نہیں ہے۔

اس سے قبل ۳۰رستمبر ۲۰۱۰ء کو الہ آباد ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ میں 2.77 ایکڑ زمین کو تین حصوں میں بانٹ دیا تھا، معاملہ حقیت کا تھا، ہائی کورٹ نے پنچایتی انداز میں بٹوارہ کر دیا، تین حصوں میں دو حصہ ہندوؤں کو اور ایک حصہ مسجد تعمیر کے لیے سنی وقف بورڈ کو دیا تھا، اس بٹوارے میں اصل زمین کو مندر کے لیے دے دیا گیا تھا، جو مسلمانوں کے لیے ناقابل قبول ہوا، چنانچہ ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف ۱۴ردسمبر ۲۰۱۰ء کو سنی وقف بورڈ نے سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا، اس کے بعد بیس عرضیاں اور بھی سپریم کورٹ میں داخل کی گئیں، جس میں اس فیصلے پر نظر ثانی اور اسٹے لگانے کی درخواست کی گئی تھی، چنانچہ ۹رمئی ۲۰۱۱ء کو سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کے فیصلے کی تنفیذ پر روک لگا دی، لیکن سماعت جاری نہیں رہی، اس دوران سات چیف جسٹس بدلے، ساتوں چیف جسٹس نے اس سمت پہل کی اور ۱۱راگست ۲۰۱۷ء کو پہلی بار ان عرضیوں کی لسٹنگ کی گئی اور سات سال بعد سپریم کورٹ نے اس مقدمہ کی سماعت کا فیصلہ کیا اور پہلے ہی دن یہ معاملہ پھر التواء میں چلا گیا۔

بابری مسجد انہدام کو ۲۵ر برس گذر گئے، لبراہن کمیشن نے بابری مسجد انہدام کے مجرمین کے سلسلے میں بڑی واضح اور چشم کشا رپورٹ دی تھی، رپورٹ میں ۶۸ لوگوں کو مدعا علیہ بنایا گیا تھا، لیکن آج بھی قانون کے ہاتھ مجرموں کی گردن تک نہیں پہونچ سکے ہیں، یہ قانون کی کمزوری ہے یا قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کاہلی، فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

احمقانہ فیصلہ

امریکہ میں بدقسمتی سے ایک ایسی قیادت کام کر رہی ہے، جس کو سیاست کے رموز ونکات نہیں معلوم، ڈونالڈ ٹرمپ امریکہ کے صدر ہیں اور تجارت سے سیاست میں گھس آئے ہیں، اس لیے ان کے فیصلے ان کی حکومت کے پہلے ہی دن سے متنازع رہے ہیں، اور اس پر پوری دنیا میں چہ میگوئیاں ہوتی رہی ہیں، ان کا تازہ فیصلہ یروشلم کو اسرائیل کی راجدھانی قرار دینے کا ہے، وہ امریکی سفارت خانہ کو بھی یروشلم منتقل کرنا چاہتے ہیں، اور یہ بغیر راجدھانی قرار دیے ممکن نہیں، اس لیے اس وقت ان کی پوری توجہ اس کام کی طرف ہے، حالانکہ سعودی عرب کے فرماں روا شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے سعودی فرماں روا کی حیثیت سے ڈونالڈ ٹرمپ پر یہ واضح کر دیا ہے کہ یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت بنانا خطرناک ہوگا، فلسطین کے صدر محمود عباس نے بھی اس فیصلہ کے نتائج کی سنگینی کا احساس دلایا ہے، اور یہ اعلان کر دیا ہے کہ یہ قدم امن وسلامتی اور استحکام کے لیے سخت نقصاندہ ہے، اردن کے شاہ عبداللہ، عرب اتحاد کے سربراہ احمد ابوالغیث، ترکی کے صدر رجب طیب اردوغان نے بھی اس فیصلہ کی مخالفت اور مذمت کی ہے، ترکی نے اس قدم کے نتیجے میں اسرائیل سے سفارتی تعلقات توڑ لینے کی بھی دھمکی دی ہے، فرانس، چین اور ایران بھی اس فیصلے کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ یروشلم شہر پر غیر قانونی قبضہ اسرائیل نے کر رکھا ہے، ۱۹۶۷ء میں مشرق وسطیٰ کی جنگ کے نتیجے میں فلسطین کے اس علاقہ پر اسرائیل نے قبضہ کر لیا تھا، اور اسے مستقبل کی راجدھانی بنانے کا منصوبہ بنایا تھا، لیکن عالمی ممالک نے اسے تسلیم نہیں کیا تھا، اسرائیل نے ایک دوسرے شہر تل ابیب کو اپنی راجدھانی قرار دیا تھا، اور تب سے موقع بموقع یروشلم کو راجدھانی بنانے کی تحریک چلتی رہی ہے، مگر کامیابی نہیں ملی تھی، ڈونالڈ ٹرمپ نے اسے ایک بار اور ہوا دے دی ہے، عرب ممالک کی سخت مخالفت کے باوجود اگر امریکہ نے ایسا کیا تو علاقہ میں تناؤ میں اضافہ ہوگا اور مختلف سطح پر اسرائیل وفلسطین قضیہ میں جو امن کے قیام کی کوششیں ہوتی رہی ہیں اس کو سخت نقصان پہونچے گا اور علاقہ کے ممالک کو اس کی قیمت چکانی پڑے گی۔

شہریت کا ثبوت

ملک کے مختلف حصوں میں برسوں سے آباد مسلمانوں کی شہریت پر منصوبہ بند انداز میں سوالیہ نشان لگایا جاتا رہا ہے، جس کی وجہ سے بہار، بنگال اور آسام کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کو ذہنی اذیت اور نفسیاتی کرب کا سامنا رہا ہے، بنگلہ دیشی درانداز قرار دے کر انہیں سرحد پار دھکیلنے کی کوشش بھی بارہا ہوتی رہی ہے، ملی تنظیموں کے احتجاج کے نتیجے میں اسے وقتی طور پر دبایا جاتا ہے، اور پھر سے کوئی نہ کوئی اس مسئلہ کو اچھال دیتا ہے۔

آسام میں یہ معاملہ پُرانا ہے، شہریت کے ثبوت کے لیے مختلف دستاویز کو قانونی حیثیت حاصل ہے، ان دستاویزوں میں ایک پنچایت لنک سرٹیفکٹ بھی ہے، یہ سرٹیفکٹ شادی کر کے آسام آنے والی ان خواتین کو دیا جاتا ہے، جو دوسرے علاقے سے اپنے شوہر کے پاس آ کر مقیم ہوتی ہیں، اس سرٹیفکٹ کی حیثیت معاون دستاویز کی رہی ہے، لیکن ۲۸رفروری ۲۰۱۷ء کو گوہاٹی ہائی کورٹ نے پنچایت سرٹیفکٹ کو شہریت کے ثبوت کے لیے ناکافی قرار دیا تھا اور اس سرٹیفکٹ کی بنیاد پر این آرسی (نیشنل رجسٹریشن فار سٹیزن شپ) میں ناموں کے اندراج کی ممانعت کر دی تھی، مسلم تنظیمیں اس معاملہ کو لے کر عدالت عظمیٰ گئیں اور اپنا مدعا رکھا۔ بالآخر سپریم کورٹ کی دو رکنی بنچ: (جس میں جسٹس رنجن گگوئی اور جسٹس نریمن شامل تھے) نے گوہاٹی ہائی کورٹ کے فیصلہ کو رد کر دیا اور پنچایت سرٹیفکٹ کو شہریت کے ثبوت کے لیے معاون دستاویز تسلیم کر لیا، اس فیصلہ سے اڑتالیس لاکھ شادی شدہ خواتین کو ملک بدر کرنے کی لٹکتی تلوار سے راحت ملی، عدالت نے شہریت کے سلسلے میں سرکار کے دوہرے رویے کو بھی خارج کر دیا اور اصلی اور غیر اصلی شہری کی تقسیم کو بھی کالعدم قرار دیا، عدالت نے واضح کر دیا کہ معاملہ آسامی اور غیر آسامی کا بھی نہیں چلے گا، کیوں کہ ہندوستان میں شہریت کی صرف ایک کیٹگری ہے اور وہ ہے ہندوستانی شہریت۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ پھول پوری رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر کے قلم سے

عارف باللہ، پیر طریقت، استاذ علم وفن، ناظم مدرسہ بیت العلوم سرائے میر، صاحب نسبت بزرگ، خلیفۂ اجل حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئیؒ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ پھول پوریؒ ابن شیخ عبدالوہاب بن شیخ امانت اللہ کا انتقال پر ملال مستشفی النور مکۃ المکرّمہ میں ہوگیا، تاریخ ۱۰/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۳۰/نومبر ۲۰۱۷ء کی تھی، سپیدۂ سحر نمودار ہوگیا تھا، فجر کی نماز ادا ہوگئی تھی، سعودی عرب میں پانچ بج کر چالیس منٹ کا وقت تھا جب اللہ کا بندہ اللہ کے پاس چلا گیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جنازہ کی نماز امام حرم شیخ الخالد الغامدی نے عشاء کی نماز کے بعد پڑھائی، انتقال کے وقت آپ کی عمر اٹھاون سال تھی، پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ مولانا مرحوم عمرہ وزیارت کے لیے اپنے دو صاحبزادے اور اہلیہ کے ساتھ مکہ مکرمہ پہونچے تھے، عمرہ کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے بعد مکۃ المکرّمہ میں مقیم تھے، چلنے کی وجہ سے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے، شوگر کے مریض ہونے کی وجہ سے ان چھالوں کی طرف سے تشویش لاحق تھی، اس لیے مستشفی النور میں داخل کیے گئے، دو تین روز کے علاج کے بعد چھالے خشک ہوگئے تھے، چنانچہ اسپتال سے ایک روز کے بعد فرصت ملنی تھی کہ اچانک طبیعت بگڑ گئی اور آپ دنیا سے رخصت ہوگئے، تدفین کے لیے جنت المعلیٰ کا فیصلہ کیا گیا اور من جانب اللہ قانونی رکاوٹیں دور ہوئیں اور آپ کی تدفین سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے پہلو میں ہوئی، یہ جگہ قاضی عیاض اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مرقد مبارک سے قریب تر ہے۔ مفتی صاحب کی ولادت ان کی نانیہال موضع آلوک، پوسٹ سرسال، ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی۔ چونکہ آپ کا پورا خاندان دادا کے وقت میں ہی پھول پور سکونت پذیر ہو گیا تھا، اسی نسبت سے آپ پھول پوری مشہور ہوئے، حفظ اور عربی درجات کی تعلیم بیت العلوم سرائے میر سے پائی، وہاں سے مظاہر علوم سہارن پور تشریف لے گئے، فضیلت اور افتاء کی تکمیل وہیں سے کی، موضع برولی میں حافظ معروف صاحب کی لڑکی سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے، حافظ معروف صاحب حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھول پوری کے مرید خاص تھے۔

مفتی عبداللہ صاحب حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئیؒ کے خلیفہ تھے، حضرت مولانا عبدالغنی پھول پوریؒ کے علوم ومعارف اور حضرت ہردوئی علیہ الرحمۃ کے جذبۂ اصلاح سے آپ کو وافر حصہ ملا تھا۔ سنتوں کی پابندی، معاملات میں صفائی، بود وباش میں صفائی، گفت وشنید میں خاص کشش آپ کا طرۂ امتیاز تھا، تحصیل علم کے بعد درس وتدریس سے بھی وابستہ رہے، آپ کے مریدین وشاگردوں کی بڑی تعداد ہے جو ملک کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہے، اور جن سے اللہ بڑا کام لے رہا ہے۔

مولانا کی خدمات کا ایک بڑا مرکز ان کے دادا مولانا شاہ عبدالغنی پھول پوریؒ کا قائم کردہ مدرسہ بیت العلوم سرائے میر ہے، جس کے وہ زمانہ تک ناظم رہے، انہوں نے اپنی مصروفیات کی وجہ سے مفتی محمد احمد اللہ کے ذمہ بیت العلوم کا کام کر دیا تھا، ان کے صاحب زادہ مفتی محمد اجود اللہ صاحب نے ان کے معاون کے طور پر مفتی صاحب کی زندگی میں ہی کام کرنا شروع کر دیا تھا، امید ہے کہ یہ دونوں اپنے والد کے صحیح اور سچے جانشیں ثابت ہوں گے، اور مولانا کی ادارت میں نکلنے والا جریدہ فیضان اشرف بھی حسب سابق جاری وساری رہے گا۔

مفتی صاحب سے میری ملاقات پرانی تھی، جب وہ بیت العلوم میں پڑھا کرتے تھے، میں دار العلوم مئو میں زیر تعلیم تھا، بیت العلوم کے اجلاس میں میری شرکت طالب علمانہ ہوتی تھی، حضرت ہردوئیؒ پابندی سے تشریف لایا کرتے تھے، اور ان کی مربیانہ گفتگو ہم بچوں کے لیے بھی پرکشش ہوتی تھی، مجھے خوب یاد ہے کہ ایک دفعہ اذان میں جو غیر ضروری کھینچ تان لوگ کرتے ہیں، اس پر بہت خفگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ کھینچ تان کے بھی ضابطے اور اصول ہیں کہ مد عارض کو کتنا کھینچا جائے گا، مد لازم کو کتنا کھینچا جائے گا۔ حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کی خاص خوبی تھی کہ وہ چھوٹی چھوٹی سی بھی خلاف سنت باتوں کی بہت ہی حکمت کے ساتھ نکیر فرماتے کہ انسان خود بخود اس چیز کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیتا تھا۔ بیت العلوم کے بعد وہ مظاہر علوم چلے گئے اور احقر دار العلوم دیو بند میں داخل ہوگیا، دونوں کے کام کا میدان بھی الگ الگ رہا، لیکن کولکاتہ اور دوسری جگہوں پر جب ان کے دورے ہوتے تو کہیں نہ کہیں ہم لوگوں کی ملاقات ہو جاتی، مفتی صاحب کی محبت وشفقت برابر ملتی رہی، وہ دینی کام کے سلسلے میں بڑے مستعد اور مخلص تھے، امت کو دین پر کاربند کرنے کے لیے ان کی فکر مندی مثالی تھی، اس فکر مندی کے نتیجہ میں بہتوں کی اصلاح ہوتی اور بہت سارے لوگ گناہوں سے تائب ہوتے، یقیناً وہ لوگ بھی مفتی صاحب کے لیے صدقۂ جاریہ ہیں۔

مفتی صاحب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے انتقال پر پورے ملک میں تعزیتی نشستیں ہوئیں، ملک کے معزز ومعتبر علماء اور اصحاب تصوف نے ان کے انتقال پر اظہار غم کیا، امارت شرعیہ میں بھی تعزیتی نشست منعقد ہوئی اور سبھی ذمہ داروں اور کارکنان امارت شرعیہ نے ان کے محاسن کو یاد کیا اور مغفرت وبلندئ درجات کی دعا کی۔

موت وہ ہے جس کا کرے زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

مفتی صاحب نے باوقار زندگی گذاری اور قابل رشک موت پائی، تدفین بھی خطۂ صالحین اور صحابہ میں ہوئی، انسان تو انسان ہی ہوتا ہے، بڑی خوبیوں کے باوجود معصوم نہیں ہوتا، اس لیے ہم سب کو ان کے لیے دعاء مغفرت کرنی چاہئے اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی، یہی محبین، مخلصین اور معتقدین کی طرف سے انہیں بہتر خراج عقیدت ہوگا۔

کتابوں کی دنیا

خطبات پرنام بٹ

مبصر: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امن عالم کے داعی اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر مفتی محمد عمران سبیلی استاذ معہد البنات حیدرآباد نے رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ کے پہلے عشرہ میں پرنام بٹ میں خطبات دیے تھے، یہ خطبات پانچ مرکزی عنوان؛ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ آپ کا پیغام کیا ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم؛ اخلاق حسنہ کے آئینہ میں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی؛ قابل رشک نمونہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم؛ محبت کے تقاضے پر مشتمل تھے۔ خطبات جناب محمد آدم پرنام بٹ کے زیر اہتمام دیے گئے اور اس کی طباعت کا اہتمام بھی انہوں نے ہی کیا ہے، اسی بنیاد پر کتاب پر عرض ناشر انہیں کا ہے۔ پیش لفظ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ نے لکھا ہے اور نگاہ اولیں کے عنوان سے صاحب خطبات نے جو کچھ لکھا ہے، اس سے کتاب کے مندرجات کی اہمیت ونوعیت پر واضح روشنی پڑتی ہے، کتاب کا انتساب مفتی صاحب نے والدین اور اپنی بچیوں کے نام کیا ہے، ذکر اہلیہ کا بھی ہونا چاہئے کیوں کہ انہوں نے مفتی صاحب کو خانگی زندگی میں جو سکون بخشا ہے، اسی کے نتیجے میں وہ مسلسل تالیف وتصنیف، درس وتدریس کا کام انجام دے رہے ہیں، شکریہ کی مستحق وہ بھی ہیں، انتساب میں ان کا ذکر بھی ہوتا تو سیریز انتساب کی مکمل ہو جاتی۔

پوری کتاب ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے، کتاب کا اصل آغاز صفحہ ۲۷/ سے شروع ہوتا ہے، جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے مختلف واقعات کی روشنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا ہے، آگے کے صفحات میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام، آپ کی خانگی زندگی کے احوال وکوائف اور محبت رسول کے تقاضوں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ انداز بیاں عمدہ اور مؤثر ہے، البتہ اگر شروع سے خطبۂ مسنونہ وغیرہ کو حذف کر دیا جائے تو اس کے مندرجات کا اسلوب خطابی سے زیادہ تحریری معلوم ہوتا ہے، خطبات تحریری بھی ہوا کرتے ہیں، اسے کتاب کی خامی نہیں کہہ سکتے۔ ہر بات قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے اور اس کے حوالے باضابطہ علمی انداز میں مذکور ہیں، مقررین، سامعین میں نشاط پیدا کرنے کے لیے لطائف بھی سنایا کرتے ہیں، اس کتاب میں بھی بعض دلچسپ لطائف مذکور ہیں جس سے قارئین میں نشاط پیدا ہوتا ہے۔ مفتی محمد عمران سبیلی کو اللہ تعالیٰ نے لکھنے پڑھنے کا صاف ستھرا ذوق دیا ہے، ان کی تحریر میں سادگی کے ساتھ لوگوں کے قلوب میں اترنے کا ہنر ہے، اس لیے ان کی کتابیں اہل علم میں مقبول ہیں، پیام رمضان، پیام حج، پیام عیدین طبع ہو کر منظر عام پر آگئی ہیں، اور ان کی پذیرائی سے مفتی صاحب کے حوصلے بڑھے ہیں، عورت کا حق؛ جہیز یا وراثت، اجتہاد وتقلید؛ ضرورت واہمیت، کنز النحو؛ شرح ہدایت النحو، چند عالمی دن اور اسلامی ہدایات طباعت کے مرحلے میں ہیں۔

ٹائٹل خوبصورت، طباعت عمدہ اور کاغذ اچھا ہے، البتہ کمپوزر نے سیٹنگ میں اپنی عمدہ صلاحیت کا مظاہرہ نہیں کیا ہے، اگر سیٹنگ ٹھیک ہوتی تو اس کی ضخامت کو مزید کم کیا جا سکتا تھا، اسی طرح پروف ریڈر کی نگاہ بھی کمزور معلوم ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بہت سی اغلاط رہ گئی ہیں، دوسرے ایڈیشن میں تصحیح کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

ملنے کے پتے پانچ درج ہیں، جن میں سے کئی نامکمل ہیں، جو مکمل ہیں ان میں مدرسہ احیاء العلوم للبنات باغ گلی پرنام بٹ، تمل ناڈو سے حاصل کی جا سکتی ہے، آپ کے اندر حصول کی طلب ہونی چاہئے، کتاب آپ تک پہونچ جائے گی، قیمت کہیں درج نہیں ہے، اس کا مطلب ہے کہ مفت میں کتاب کا حصول ممکن ہے۔

بہتر سماج کی تشکیل

آج جب کہ دنیا ایک عالمی گاؤں بن گئی ہے اور اس گاؤں میں مختلف مذاہب کے ماننے والے پڑوسی کی طرح رہنے لگے ہیں، سماجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے پڑوسیوں کے حقوق اور ان کے ساتھ زندگی گذارنے کے آداب انتہائی اہمیت رکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت میں ہمیں ایسے نمایاں نقوش ملتے ہیں جو اس پہلو سے بہترین رہنمائیاں فراہم کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سبق دیتی ہے کہ پڑوسی کا حق بہت بڑا ہے، اور مذہب کے فرق سے قطع نظر وہ شخص سب سے بُرا ہے جس کی دل آزاریوں اور تکلیفوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ ایک سماج کے لوگوں کے درمیان پُرامن بقائے باہم اور خوشگوار زندگی کا سب سے بہتر نمونہ اور اصول ''میثاق مدینہ'' کے نام سے ہمارے سامنے موجود ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ آئے تو وہاں کے مختلف قبائل اور اہل مذاہب کے ساتھ آپؐ نے معاہدہ فرمایا، یہی معاہدہ میثاق مدینہ ہے، اس کی دفعات کتنی مدبرانہ اور معقول ہیں، اس کا اندازہ ان کے الفاظ سے کیا جا سکتا ہے۔

۱- سب لوگ ایک ہی قوم کے فرد سمجھے جائیں گے، یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہے اور دونوں کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کی آزادی ہوگی۔

۲- اگر معاہدہ کرنے والے کسی قبیلہ پر کوئی دشمن حملہ آور ہوگا تو تمام قبیلے مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔

۳- شریک معاہدہ قبیلوں کے تعلقات خیر خواہی، نفع رسانی اور نیک اطواری پر مبنی ہوں گے، تاکہ جبر پر، اور خلاف اخلاق امور میں کوئی اعانت نہیں کی جائے گی۔

۴- یہودیوں اور مسلمانوں کو برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

۵- مظلوم کی ہر حال میں مدد کی جائے گی۔ وغیرہ

میثاق مدینہ کی ان دفعات نے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان ایک مشترک سماج کی تشکیل کا اصول فراہم کیا ہے، اور ان خطوط پر آج کے کثیر مذہبی، کثیر تہذیبی اور کثیر لسانی سماج کی تشکیل کی جا سکتی ہے۔ (محمد عمر گوتم)

Naqueeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\Naqueeb 11-12-17.inp 07/04/39 11:50 PAGE 5 (1,1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں (دوسری قسط)

مولانا نورالحق رحمانی (استاذ المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ)

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا: سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں، جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے تین سال چھوٹی ہیں، ان کی پیدائش کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۳۳/سال تھی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ان کی ولادت واقعہ فیل سے ۳۳/سال قبل کی ہے۔ (مدارج النبوۃ:۲/۸۰۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں ہے، یعنی بعثت نبوی سے سات سال قبل پیدا ہوئیں۔ حضرت زینب کی شادی کے بعد آل عبدالمطلب کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، جس میں آپ کے مشفق ومربی چچا ابوطالب پیش پیش تھے اور انہوں نے اپنے بھائی ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے لیے دو بیٹیوں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم سے نکاح کا پیغام دیا، ابوطالب خاندان کے سردار تھے، ان کی بات ٹالی نہیں جاسکتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں سے مشورہ کرکے اس پیغام کو قبول فرمالیا اور دونوں صاحبزادی کا عقد عتبہ اور عتیبہ سے ہوگیا؛ لیکن صرف نکاح ہوا، رخصتی نہیں ہوئی۔

جب اللہ رب العزت نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ورسالت سے سرفراز کیا اور آپ نے دین حق کی تبلیغ شروع کی تو نہ صرف اہل مکہ؛ بلکہ آپ کے خاندان کے لوگ بھی آپ کے سخت دشمن ہوگئے، جن لوگوں نے آپ کی دشمنی میں بے حد غلو کیا، ان میں آپ کے چچا ابولہب اور ان کی بیوی ام جمیل سب سے آگے تھے اور جب سورۂ ابولہب نازل ہوئی تو ان کی دشمنی مزید بڑھ گئی، انہوں نے جمع ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا کہ آپ کی تینوں بیٹیوں (زینب، رقیہ اور ام کلثوم) کی شادی ہوچکی تھی، انہوں نے سوچا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں کی فکر سے فارغ ہیں، اگر ان کی بیٹیوں کو طلاق دلوادی جائے تو یہ اس مسئلے میں الجھ کر رہ جائیں گے اور اپنے نئے دین کی تبلیغ کی طرف توجہ نہیں کرسکیں گے، چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ آپ کی تینوں بیٹیوں کو طلاق دلوادی جائے، اس سلسلے میں پہل ابولہب نے کیا اور اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو بلا کر کہا: گر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دی تو میرا سر تمہارے سر سے حرام ہے؛ یعنی: میں تم سے بیزار ہوں، میں تم سے بات نہیں کروں گا اور تمہارا چہرہ نہیں دیکھوں گا، چنانچہ ان دونوں نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کو طلاق دیدی، اس میں دونوں معصوم بچیوں کا کوئی قصور نہ تھا، یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور اسلام دشمنی کی بنا پر کیا گیا؛ تاکہ آپ اپنی بیٹیوں کے معاملہ میں الجھ کر رہ جائیں اور اپنے دین کی دعوت کے لیے یکسو اور فارغ نہ ہوسکیں، اسی طرح دشمنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے داماد ابوالعاص کو بھی اس بات پر ابھارا کہ وہ انہیں طلاق دے کر جدا کردیں؛ لیکن وہ اس پر کسی طرح آمادہ نہ ہوئے، دشمنوں کی یہ سازش آپ کی اور آپ کے اہل خانہ کی اذیت ودل آزاری کا سبب بنی؛ لیکن اللہ نے اس اقدام کو اپنے لیے زحمت کے بجائے رحمت اور عزت کا سبب بنادیا، جلد ہی حضرت عثمان غنی بنوامیہ کے ممتاز نوجوان نے اسلام قبول کیا، جو اسلام قبول کرنے والوں میں آٹھویں نمبر پر ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، یہ نہایت شریف وسنجیدہ اور متمول نوجوان تھے، انہیں آپ نے اپنا داماد بنالیا اور اپنی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ کا نکاح اس کے ساتھ کردیا، یہ آپ کا اور آپ کی بیٹی کا غیبی اعزاز تھا اور قدرتی انتظام تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے گھر نہ جائیں اور مزید ابتلا وآزمائش سے محفوظ رہیں اور حضرت عثمان غنی کے لیے بھی بڑے شرف اور عزت کی بات تھی کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر ان کی زوجیت میں آگئی، ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑا شرف اور کیا ہوسکتا ہے؟ نکاح کے بعد رخصتی بھی عمل آگئی، یہ رشتہ اتنا مبارک اور یہ جوڑا اتنا حسین تھا کہ قریش کی عورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا:

أحسن شخصين رأى إنسان   رقيه وبعلها عثمان

(سب سے حسین جوڑا جو کسی انسان نے دیکھا ہے، وہ سیدہ رقیہ اور ان کے خاوند حضرت عثمان کا جوڑا ہے۔)

بہرحال ابولہب، اس کی بیوی اور مشرکین قریش کا مقصد پورا نہ ہوا، نہ آپ کو اس سے کوئی پریشانی لاحق ہوئی؛ بلکہ اللہ نے آپ کو اور آپ کی بیٹیوں کو سابق شوہر کا نعم البدل عطا کردیا کہ وہ دشمنوں کے گھر جانے اور مصیبت میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں۔

مسلمانوں کے ساتھ قریش کی سختی اور ایذا رسانی بڑھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حبشہ ہجرت کرنے کا حکم دیا، جس کا بادشاہ نجاشی بڑا رحم دل اور انصاف پسند تھا، ہجرت حبشہ کا یہ واقعہ نبوت کے پانچویں سال پیش آیا۔ حبشہ کی ہجرت کے لیے جو پہلا قافلہ روانہ ہوا، اس میں حضرت عثمان غنی اور حضرت رقیہ بھی شامل تھیں، حالانکہ ابھی ان کی شادی ہوئی تھی؛ لیکن دین وایمان کی حفاظت اور مشرکین کے ظلم وستم سے بچنے کے لیے انہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور حبشہ میں غریب الدیار بن کر رہنا گوارہ کیا، انہیں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے بعد پہلا جوڑا ہے، جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہے۔ اس حسین ومومن جوڑے نے اپنے پیدائشی وطن سے ہجرت کی، جہاں اللہ کا گھر تھا، اللہ کے آخری نبی اور ان کے مومن اصحاب تھے، جہاں کنبے اور گھرانے کے لوگ تھے، جس کے در ودیوار اور ہر گلی سے انہیں محبت تھی، جہاں ان کے آباء واجداد کا مسکن تھا، اللہ رب العزت کا وہ پرامن شہر جس میں کعبہ تھا، جو عبادت کا مرکز تھا اور جس کی زیارت کے لیے دور دراز سے لوگ ہر سال کشاں کشاں وہاں پہنچتے ہیں اور جسے پورے جزیرۃ العرب میں مرکزیت ومقبولیت حاصل تھی اور ایک ایسی سرزمین کی طرف جارہے ہیں، جہاں کی ہر چیز ان کے لیے نئی اور اجنبی تھی، در ودیوار اجنبی، ماحول اجنبی، لوگ اجنبی، جہاں کوئی شناسا چہرہ نہیں تھا، مگر وہاں ایمان وعقیدے کی آزادی، عبادت اور عمل کی آزادی حاصل تھی، جہاں عدل وانصاف تھا، جبر وتشدد نہیں تھا اور حضرت عثمان غنی کے ساتھ اولاد آدم کے سردار نبی آخر الزماں کی لخت جگر اور نور نظر تھیں، جو ان کی ڈھارس باندھتیں، تسلی دیتیں اور فرماتیں کہ اللہ ہمارے ساتھ اور ہمارا محافظ ہے اور ان ایمان والوں کا بھی جنہیں ہم مکہ میں چھوڑ آئے ہیں، حبشہ نے اور اس کے انصاف پرور بادشاہ نجاشی نے ان کو پناہ دی اور ان کا خیر مقدم کیا اور ان دشمنوں سے نجات ملی جو رات دن ان کی زندگی تلخ کرتے، ان پر عرصۂ حیات تنگ کرتے اور انہیں ایمان کی بنیاد پر ظلم وستم کا نشانہ بناتے، گرچہ ان دشمنوں نے یہاں بھی چال چلی اور مکر وفریب اور دروغ گوئی کے ذریعہ انہیں وطن واپس لے جانا چاہا، مگر اللہ نے ان کی سازش کو ناکام کردیا اور ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا، یہاں تک کہ انہیں ذلت ورسوائی کے ساتھ واپس ہونا پڑا۔ یہاں کے زمانۂ قیام میں اور غریب الدیاری کی زندگی میں وقتاً فوقتاً انہیں مکہ کی خبریں معلوم ہوتیں کہ وہاں اور باطل کی کش مکش کس مرحلے میں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو مشرکین مکہ کی طرف سے کس ظلم وستم کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، لیکن اس کے باوجود دین حق لوگوں کے دلوں کو فتح کر رہا ہے اور دعوت حق روز افزوں ترقی پر ہے، فلاں فلاں لوگ مسلمان ہوئے حتی کہ مشرکین قریش کے دو اہم ستون حمزہ بن عبدالمطلب اور عمر بن الخطاب مشرف بہ اسلام ہوگئے، بتدریج اسلام پھیلنے لگا، خصوصاً ان دونوں بزرگوں کے قبول اسلام سے اسلام کی شان وشوکت میں اضافہ ہوا، مسلمان حرم کعبہ میں کھلم کھلا نماز ادا کرنے لگے، اسلام کی دعوت ایک نئے مرحلے میں داخل ہوگئی، یعنی اب خفیہ طور پر نہیں؛ بلکہ کھلم کھلا دعوت دی جانے لگی۔

ادھر حبشہ کے مہاجرین نے سنا کہ اب مکہ میں مشرکین کی مخالفت کا زور کم ہوگیا ہے تو وہ مکہ لوٹ آئے؛ لیکن یہاں پہونچ کر معلوم ہوا کہ اسلام کی ترقی اور قوت وشوکت کو دیکھ دشمن مزید بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئے ہیں اور ان کے ظلم وزیادتی میں اضافہ ہوگیا ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے دوبارہ حبشہ ہجرت کرگئے، مکہ واپس ہونے کے بعد حضرت رقیہ نے جب اپنی ماں کے انتقال کی خبر سنی تو انہیں بے حد حزن وملال ہوا، یہ ان کے لیے نہایت دردناک حادثہ تھا؛ لیکن انہوں نے قضاء وقدر کے فیصلے پر صبر کیا، ایک روایت کے مطابق حبشہ دوبارہ ہجرت کرنے والوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور داماد بھی تھے، اس روایت کے مطابق حضرت عثمان غنی اور حضرت رقیہ کو دوبارہ حبشہ کی ہجرت کا شرف حاصل ہوا، حبشہ ہجرت کرنے والوں کی فضیلت سورہ نحل کی درج ذیل آیت نازل ہوئی: ﴿جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کی راہ میں ہجرت کی، ہم انہیں دنیا میں بہتر سے بہتر ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا ثواب تو بہت بڑا ہے، کاش کہ اے وہ لوگ جانتے، جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں﴾ ان آیات میں حبشہ ہجرت کرنے والوں کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے دو خوشخبریاں ہیں، ایک یہ کہ وہ انہیں دنیا میں اچھا ٹھکانہ دے گا اور دوسرا یہ کہ آخرت میں انہیں اس ہجرت اور صبر پر بڑا اجر وثواب ملے گا، مدینہ منورہ کی ہجرت سے اللہ تعالیٰ کا پہلا وعدہ پورا ہوا کہ انہیں وہاں بہتر ٹھکانہ حاصل ہوا، مدینہ کو اللہ نے اسلام کا دارالسلطنت اور پایۂ تخت بنادیا، جہاں ہر طرح کی عافیت اور سہولت تھی اور کوئی رنج وغم اور دشمنوں کا خوف نہیں تھا اور دوسرا وعدہ تو آخرت ہی میں پورا ہوگا۔ حبشہ کی دوسری ہجرت کے بعد حضرت عثمان غنی کا اپنی اہلیہ حضرت رقیہ کے ساتھ کئی سال قیام رہا، پھر انہیں یہ اطلاع ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوہ ہجرت فرمانے والے ہیں تو وہ اپنی زوجہ اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور کچھ دنوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے سیدہ رقیہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف تیسری ہجرت فرمائی، اس طرح ان حضرات کو تین مرتبہ ہجرت کا شرف حاصل ہوا، مدینہ طیبہ میں وہ حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر اترے، پھر کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہجرت فرمائی اور وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں فروکش ہوئے جو شاہ تبع نے نبی آخر الزماں کے لیے وقف کیا تھا اور حضرت ابوایوب سلسلہ وار اس کے آخری متولی تھے۔

ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک کے مہینے میں بدر کا وہ عظیم الشان معرکۂ پیش آیا، جس میں اللہ رب العزت کی کھلی نصرت مسلمانوں کے ساتھ ہوئی اور دشمنان اسلام بدترین شکست وہزیمت سے دوچار ہوئے، غزوہ بدر کا اعلان ہوا تو حضرت عثمان غنی نے بھی جنگ میں شرکت کی تیاری کی؛ لیکن ان ہی دنوں حضرت رقیہ سخت علیل ہوئیں، انہیں خسرہ (چیچک) نکل آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تیمارداری اور دیکھ ریکھ کے لیے انہیں مدینہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا، اسی طرح اسامہ بن زید کو بھی اور فرمایا کہ انہیں اس کے بدلے اللہ تعالیٰ جہاد میں شرکت کا ثواب دے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی وجہ سے انہیں مال غنیمت میں بھی حصہ دیا جائے گا، مرض نے شدت اختیار کی اور سیدہ رقیہ اس جنگ کے دوران ہی رحلت فرما گئیں، اس وقت ان کی عمر اکیس سال تھی، حضرت عثمان اور مدینہ کے دوسرے مسلمانوں نے ان کی تجہیز وتکفین کا سامان کیا، جنت البقیع میں مدفون ہوئیں، صحابہ ان کی تدفین سے فارغ ہوکر ہاتھوں سے مٹی چھاڑ رہے تھے کہ حضرت زید بن حارثہ جنگ میں فتح کا مژدہ لے کر مدینہ میں داخل ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدینہ واپسی پر اس اندوہناک حادثے کی اطلاع ملی تو آپ اپنی لخت جگر کی قبر پر حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشک بار تھیں، چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ بھی ہمراہ تھیں، وہ بھی اپنی بہن کی قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کے کنارے سے آنسو پوچھ رہے تھے اور صبر کی تلقین فرما رہے تھے، حبشہ کے قیام کے زمانہ میں اللہ رب العزت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدہ رقیہ سے ایک فرزند عطا کیا، جن کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا، انہیں کے نام پر آپ کی کنیت ابوعبداللہ مشہور ہوئی، انہوں نے اپنی ماں سیدہ رقیہ کے انتقال کے بعد جمادی الاولیٰ ۴ھ میں وفات پائی۔ (بقیہ صفحہ ۱۱/پر)

چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی

مولانا مشیر عالم قاسمی، استاد دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ

آج پوری دنیا میں ہر جگہ سیاسی کش مکش جاری ہے اور مسلمان ہی ہر جگہ نشانے پر ہیں، دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلمان اپنی عزت وآبرو اور جان ومال کو محفوظ نہیں سمجھ رہے ہیں، بوسنیا، افغانستان، عراق، فلسطین ہو، یا پھر بھاگلپور، میرٹھ، ملیانہ اور گجرات، ہر جگہ مسلم جانوں کا اتلاف، مسلم نوجوانوں کی تباہی بڑے پیمانے پر کی جارہی ہے، مسلمانوں کے کس ملک پر کب، کیسے اور کب حملہ کر کے ان کی قومیت ووطنیت اور تہذیب وتمدن پر ڈاکہ ڈال دیا جائے، کچھ نہیں کہا جا سکتا؛ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ وہ قوم جو کبھی آسمان پر کمندیں ڈالا کرتی تھیں، دریا کے پرشور اور پرطلاطم موجوں میں بہ آسانی راستہ بنالیتی تھی اور وقت کے بڑے بڑے فراعنہ وجابر کے غرور کو جنگیوں میں خاکستر کر دیتی تھی، آج پوری دنیا میں ظلم وستم کا تختۂ مشق کیوں بنی ہوئی ہے؟ اس قدر لاچار اور بے بس کیوں ہے؟ کبھی فلسطین ہاتھ سے گیا تو کبھی کابل اور بغداد جارہا ہے اور کبھی برما میں خون کی ہولی کھیلی جارہی۔

اگر دیکھا جائے تو اس قوم کی بے چارگی وبے بسی حقیقت میں دین کے اصول سے انحراف اور اس کی ذمہ داریوں سے پہلوتہی کا ہی ایک شاخانہ ہے؛ کیوں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی تعلیم سروری اور جہاں بانی کی تعلیم ہے، اسلام سیادت وقیادت اور سیاست ومعاشرت کا ایک جامع اور مکمل نظام حیات ہے، اپنے ماننے والوں کو اگر ایک طرف باطنی قوتوں سے لیس کر کے ولی کامل اور انسانیت کا اعلیٰ فرد بناتا ہے تو دوسری طرف ظاہری ومادی اسباب سے مالا مال کر کے ایک متوازن اور مناسب عروج وارتقا کی راہ دکھاتا ہے، جس پر چل کر انسان کے لیے بہ سہولت اپنے کمال انسانی تک پہونچنا ممکن ہوسکے اور وقت کے اہم تقاضوں اور ضروریات میں کسی قوم یا کسی فکر کا محتاج نہ رہے۔

چنانچہ تاریخ کے صفحات میں حقیقت محفوظ ہے کہ چھٹی صدی عیسوی، جس میں عالم انسانیت پر ایک نزاع کی کیفیت طاری تھی، چاروں طرف ظلم وجور اور بدامنی وانارکی کی بالادستی تھی، انسانی قدر وقیمت بر سر بازار رسوا ہوچکی تھی، گویا کہ انسانیت اپنے پورے سازوسامان کے ساتھ ہلاکت کے مہیب غار کے پاس پہونچ چکی تھی، اسلام نے ظاہر ہوتے ہی انسانیت کی دستگیری کی، انسانیت کے خشک سوتے میں تازگی اور رونق بخشی، اخلاق وضمیر کی نئی بنیادوں پر دنیا کی تعمیر کی، تعمیر وایجاد اور اختراعی صلاحیتوں کی بلند قدروں کی ایک نئی راہ دکھائی، جس کے نتیجہ میں اسلام کے دور تمدن میں تجارت وصنعت کے ساتھ اخلاق وکردار کا ایسا عروج ہوا اور اختراعی وصنعتی صلاحیتوں کے ساتھ عدل وانصاف کا ایسا عروج ہوا کہ مسلمان مدینہ طیبہ کی گلیوں سے نکل کر پوری دنیا میں چھاگئے، پوری دنیا میں اسلام کا ڈنکا بجنے لگا، اسپین جیسے یورپی ممالک میں لا الہ الا اللہ کی صدائے بازگشت ہونے لگی، اسلامی قیادت براہ راست اور بالواسطہ پوری دنیا کی قیادت تہذیب اسلام کے ماننے والوں کے ہاتھ میں آگئی؛ بلکہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ جو صورت حال آج واشنگٹن اور پنٹاگون کی ہے، کبھی وہی عملی حیثیت بغداد، قسطنطنیہ اور دہلی کی ہوئی تھی، ان شہروں کے حکمراں اس دور میں دنیا کے سب سے بڑے طاقت ور حاکم ہوتے؛ لیکن جب وسائل دنیا کی فراوانی نے تہذیب اسلام کے ماننے والوں کو عیش وعشرت کی راہیں دکھائیں اور ان کی زندگی پر دین اور فکر آخرت کی گرفت ڈھیلی پڑنی شروع ہوئی تو تہذیب وتمدن کا زوال، رشہ کشی اور چشمک کے بعد تہذیب اسلام کمزور پڑ گیا اور عالم اسلام پر ایک ناامیدی چھاگئی، تہذیب اسلام کے اس الٹے پاؤں کے سفر اور الٹی گنتی کے نتیجہ میں ہاتھ میں کیا آیا؟ اندلس کا عظیم سانحہ، خلافت عثمانیہ کا تخت وتاراج، کابل کی تباہی، بغداد کی غلامی اور اب تہران پر یلغار کی وارننگ۔

یعنی پندرہویں صدی سے لے کر اکیسویں صدی کے آخری دور تک مسلمان اور اسلامی تہذیب ایک لامتناہی زوال اور تباہیکا شکار رہی، پھر ان پانچ صدیوں میں مسلمانوں کا یہ تنزلی صرف تہذیب واقتدار کے حد تک نہیں رہا، بلکہ یہ ایک ہمہ گیر اور عمومی انحطاط تھا، جو مسلمانوں پر پورے طور پر محیط تھا، یہاں تک کہ وہ جدید ٹکنالوجی اور فنون جنگ میں بھی پوری قوم سے پیچھے رہ گئے، جبکہ اسلام کے عہد وسطیٰ میں فلسفہ، طب، طبعیات، ریاضیات، فلکیات، علم ہیئت وہندسہ اور دیگر سائنسی علوم میں ساری دنیا پر اہل اسلام کا پرچم بلند تھا، ساتویں صدی سے لے کر پندرہویں صدی تک صف اول کے محققین اور سائنس داں ایران، عرب، اندلس اور ہندوستان میں رہے، عہد وسطی میں دنیا کے کم وبیش 95 فیصد سائنس داں مسلم تھے، جبکہ ان کی آبادی دنیا کے کل آبادی میں تقریبا 15 فیصد تھی، ان ایک سو بتیس سائنس دانوں میں 105 سائنس دانوں کا تعلق اسلامی دنیا سے تھا، جنہوں نے اپنی تحقیق اور علمی سرمایہ کی بنا پر جدید سائنس اور جدید ٹکنالوجی کا داغ بیل ڈالا، لیکن بدقسمتی ہے اس قوم کی کہ مغرب نے اپنی تدبیروں سے اسے اپنا صنعتی، سائنسی اور ٹکنالوجی سوجھ بوجھ سے مسلح ہوکر انقلاب کے پروں پر سوار بلندیوں پر پرواز کرنے میں مستقل رواں دواں رہا، بالآخر ترقی کے اوج ثریا پر پہنچ گیا اور ادھر مسلمان دین سے غافل، راحت طلبی اور لذت اندوزی کے دلدل میں پھنس کر آہستہ آہستہ ترقی کے اندھیرے غاروں میں گم ہوکر اپنے تمام تر قوتوں کو کھودیئے، سب کچھ کرنے کے باوجود اسلامی دنیا کے لیے علمی وسائنسی حصولیابی ایک قصہ پارینہ بن کر رہ گیا اور آج نہ ان کی کوئی قوت وطاقت ہے اور نہ ہی کوئی سائنسی امیج، تباہی کو کبھی فلسطین گیا تو کبھی کابل اور بغداد کا قصہ تمام ہوا۔

آج وقت کی اصل ضرورت اپنے اندر خود تبدیلی پیدا کرنے کی ہے، ضرورت ہے عالم اسلام کو اسلام پر نیا اور تازہ ایمان لانے کی، آج اپنی عظمت رفتہ کو بحال کرنے کے لیے اپنے اندر نیا ایمان، تازہ یقین اور نیا جوش وخروش پیدا کرنا ہوگا اور جدید ٹکنالوجی میں بھی ایک مرتبہ پھر انقلاب کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا، اگر ہم نے اپنے مسئلہ کا حل اسلامی اصولوں سے ذرہ برابر ہٹ کر تلاش کیا تو نقصان اٹھانا پڑے گا۔

چمن کے مالی اگر بنالیں موافق اپنا شعار اب بھی
چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی

امریکی جیلوں میں قبول اسلام کی لہر

عارف عزیز بھوپال

امریکی جیلوں میں ایک سروے کے مطابق مسلمان قیدیوں کی تعداد کوئی ساڑھے تین لاکھ کے قریب ہے، دلچسپ بات یہ ہے کہ ان جیلوں میں سب سے بہتر صورت حال میں مسلمان قیدی ہیں، کیوں کہ وہ کسی سے لڑائی بھڑائی میں نہیں پڑتے اور قانون کی پاسداری کرتے ہیں؛ بلکہ خود کو دیگر جرائم پیشہ گروہوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک گروپ کی صورت میں رہتے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل کی بات ہے کہ نیویارک کے رہنے والے ایک مسلمان کو کسی وجہ سے چند برسوں کے لیے جیل جانا پڑا، یہ صاحب کا مریڈ قسم کے مسلمان تھے؛ لیکن جیل جاکر وہ نہ صرف پابند صوم وصلوٰۃ مسلمان بن گئے، بلکہ انہیں مسلمان قیدیوں کا لیڈر بھی تسلیم کرلیا گیا اور جب وہ اپنے کمپاؤنڈ سے نکلتے تو ان کے ہاتھوں میں قرآن ہوتا، مسلمان قیدی ان کے گرد جمع رہتے اور کسی میں جرأت نہ ہوتی کہ ان مسلمان قیدیوں کی جانب کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے، یہ وہ تحفظ تھا کہ جو جیلوں میں قید مسلمان دوسرے امریکی قیدیوں کو بھی فراہم کرتے تھے، یہ صورت حال صرف نیویارک کی جیل کی نہیں تھی؛ بلکہ بیشتر امریکی جیلوں میں یہی صورت حال تھی، چھوٹے موٹے گناہوں میں قید کئے جانے والے عام قیدیوں کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے تحفظ کے لیے مسلمان قیدیوں کی پناہ میں آجائیں، اسی کوشش کا نتیجہ ہے کہ امریکی جیلوں میں قبول اسلام کا تناسب بہت بڑھ گیا ہے۔

یوں تو امریکہ میں کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے برعکس سب سے زیادہ قیدی ہیں، اعداد وشمار کے مطابق ان قیدیوں کی تعداد 1 2 ملین سے تجاوز کرچکی ہے، سفید فام امریکیوں کے مقابلے میں سیاہ فام امریکی قیدیوں کا تناسب چھ گنا زائد ہے، مسلمان قیدیوں کی نمایاں تعداد اور ان کی قانون پسندی انہیں جیل کے بہترین قیدیوں کا درجہ دیتی ہے، ان کے حسن سلوک اور لوگوں کو تحفظ فراہم کرنے کی وجہ سے بہت سے لوگ ان کے قریب آئے اور امریکہ میں ترک مذہب کر کے مسلمان ہونے والے ان قیدیوں میں بڑے بڑے امریکی نومسلموں کے نام آتے ہیں، جن میں سب سے بڑا نام میلکم مارشل کا ہے، جو کہ سیاہ فام امریکیوں کے قائد تھے اور ان کی یاد آج بھی امریکہ میں سرکاری سطح پر منائی جاتی ہے۔ امریکی جیلوں کے ان تجربات سے واضح ہوتا ہے کہ لوگوں کو قید کردینا مسئلہ کا حل نہیں، انہیں لڑائی سے باز صرف ایک ہی صورت میں رکھا جاسکتا ہے کہ انہیں زندہ رہنے کے اعلیٰ مقصد سے متعارف کرایا جائے، بے مقصد زندگی ظاہری مفادات کے لیے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لیے تیار کرتی ہے۔ جیلوں میں قید مسلمانوں کے اس رویے کی وجہ سے پالیسی سازوں کو فکر لاحق ہوگئی ہے اور وہ سمجھنے لگے ہیں کہ امریکی جیل مسلمانوں کے لیے نرسری بن چکے ہیں، جہاں سے قبول اسلام کر کے عملی زندگی میں آنے والے امریکی مثالی کردار کا مظاہرہ کررہے ہیں۔

تمام تر سہولتوں اور جدید ترین ٹکنالوجی اور مہارت کے باوجود امریکہ میں جرائم کی شرح میں اضافہ کی ایک بنیادی وجہ ملک میں ٹوٹتا ہوا خاندانی نظام بھی ہے، چونکہ بکھرتے ہوئے خاندانی نظام کا شکار یہاں امریکہ میں مقیم مسلمان بھی ہورہے ہیں؛ اس لیے ان میں اپنے خاندانی نظام کو بچانے کی فکر بھی موجود ہے۔

مسلمانوں کی ایک بڑی تنظیم اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ مسلمانوں کی قوت کا مظاہرہ اور اپنی کمیونٹی کو ثقافتی پس منظر سے جڑے رہنے میں مدد دینے کے لیے اقدامات کرتی رہتی ہے، اس سلسلے میں یہ تنظیم ہر سال امریکہ کے ایک درجن کے قریب بڑے شہروں میں واقع ایڈونچر سینٹرز کو جسے یہاں سلس فلیگ کے نام سے پہچانا جاتا ہے، ایک دن مسلمانوں کے مخصوص کرتی ہے، مقامی انتظامیہ کا بھی انہیں مکمل تعاون حاصل رہتا ہے، اس دن تفریح کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ایک خاندان کے طور پر قریب لانے کے لیے ماحول ترتیب دیا جاتا ہے، یہ اپنی نوعیت کا متنوع اجتماع ہوتا ہے، جو مسلمان کمیونٹی یہاں منعقد کرتی ہے، جس میں ہر رنگ ونسل اور ہر زبان ہی نہیں؛ بلکہ ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع نظر آتے ہیں۔ اس رویہ نے کم از کم مقامی سطح پر اس تأثر کو زائل کیا کہ مسلمان نہایت خشک اور تفریح سے ماوراء قوم ہیں۔

گجراتیوں کی بی جے پی سے ٹوٹتی امیدیں

راجدیپ سر دیسائی (ہندوستان ٹائمز ۸/ دسمبر ۲۰۱۷)
ترجمہ : سید محمد عادل فریدی

یہ اچھا اتفاق ہے کہ گجرات کے الیکشن اس ہفتے میں ہو رہے ہیں، جس ہفتے میں بابری مسجد کی شہادت کو پچیس سال پورے ہوئے ہیں۔اس درمیان بی جے پی گجرات میں ایک بھی الیکشن نہیں ہاری ہے۔اور جس رتھ یاترا کے نتیجے میں بابری مسجد شہید ہوئی، اس کی شروعات بھی گجرات سے ہی ہوئی تھی، اس کے بعد بی جے پی شمالی ہندوستان کی کئی ریاستوں میں الیکشن ہار گئی، لیکن گجرات بھگوا گڑھ بنا ہی رہا۔آج گجرات کی شناخت ہندوتو کی مرکزی تجربہ گاہ کے طور پر ہے، جس کے سیاسی افکار کی تشکیل انہیں طاقتوں کے ذریعہ ہوئی، جنہوں نے رام جنم بھومی اور بابری مسجد انہدام کی تحریک کی قیادت کی۔

یاد رہے کہ نریندر مودی نے ہی ۱۹۹۰ء میں سومناتھ سے شروع ہو کر گجرات سے گذرنے والی رتھ یاترا کے پہلے حصہ کی منصوبہ بندی کی تھی، رام مندر تحریک کے قائد لال کرشن اڈوانی نے گاندھی نگر کو اپنا پارلیمانی حلقہ منتخب کیا، اور اس طرح بی جے پی اور گجرات کے مضبوط رشتے کی تصدیق کی، رام شیلا کی پوجا میں حصہ لینے والے کئی کارسیوک بھی گجرات کے تھے، وشو ہندو پریشد کا گجرات میں غلبہ تھا، گجرات میں مقیم اس کے لیڈر پروین توگڑیا بھی ریاست کے سب سے بارسوخ تخص سمجھے جاتے تھے، نریندر مودی کا جب سے اقبال بلند ہوا ہے، ان کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ گئی ہے۔وشو ہندو پریشد کے کارندوں نے ہی گودھرا ٹرین حادثے کا بدلہ لینے کے نام پر گجرات کے خوفناک فسادات کی قیادت کی تھی اور آگ وخون کا شرمناک کھیل کھیلا تھا۔کسی دوسری ریاست میں بی جے پی نے کٹر ہندوتو کی سیاست اتنے کھلے طور پر نہیں آزمائی، جس میں مسلمانوں کا ڈر دکھا کر ہندو ووٹوں کو متحد کرنے پر زور دیا گیا۔ ۲۰۱۷ء بھی الگ نہیں ہے، بی جے پی چاہے ''وکاس'' اور ''گجرات ماڈل'' کی اونچی اونچی باتیں کرے، مگر زمین پر ہمیشہ مذہبی شناخت کو ہوا دینے کی کوشش کرتی ہے، اگر ایسا نہیں ہے تو وزیر اعلیٰ وجے روپانی نے رائے دہندگان کو کانگریس کی سرکار آنے پر ''لطیف راج'' (لطیف ایک گینگسٹر تھا، جسے ۱۹۸۰۔۱۹۹۰ کی دہائی میں سیاسی لیڈران کا تحفظ حاصل تھا) آنے کا انتباہ کیوں کیا؟ کیوں بی جے پی کے صدر امیت شاہ نے بھاونگر میں روہنگیا مسلمانوں کا مسئلہ اٹھایا؟ اور کیوں وزیر اعظم نریندر مودی نے کانگریس لیڈر منی شنکر ایر کا حوالہ دیتے ہوئے کانگریس کے راج کو اورنگ زیب راج سے تعبیر کیا؟ کیوں بی جے پی کے مقامی لیڈران مخالف نوجوان لیڈر ہاردک پٹیل، الپیش ٹھاکر اور جلنیش میوانی کا نام لے کران کو ''حج'' (HAJ) کے نام سے ذکر کرتے ہیں، یا ووٹروں کو یاد دلاتے ہیں کہ احمد پٹیل ''میاں'' ہیں؟

بی جے پی کی ہندوتو اپیل کی طاقت کی وجہ سے ہی کانگریس کو گجرات میں ''سیکولر اقدار کے تحفظ'' کے لیے کھڑے ہونے کا دکھاوا بھی چھوڑنا پڑا ہے۔کانگریس کا کوئی لیڈر ایک بار پھر ہندو مسلم ووٹوں کے پولرائزیشن کے ڈر سے ۲۰۰۲ء کے فسادات کا ذکر کرنے کی ہمت تک نہیں کرسکتا۔ راہل گاندھی جو مندر مندر گھوم رہے ہیں اس کے پیچھے یہی پیغام ہے کہ کانگریس ''ہندو مخالف'' پارٹی نہیں ہے، جیسا کہ بی جے پی نے ابھی تک کامیابی کے ساتھ اس کو ہندو مخالف پارٹی کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ تو قریب قریب ایسا ہی ہوا کہ اپنے دائرے میں دھکیل دیے گئے اور غیر مرئی سرحد کے اندر رہنے والے ریاست کے دس فیصد مسلمانوں کی صوبے کی سیاست میں کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔گذشتہ گجرات اسمبلی میں صرف دو مسلم ایم ایل اے تھے، مزے کی بات یہ ہے کہ جہاں گجرات میں فرقہ پرست طاقتوں کو خارج کرنے کی اپیل کرنے والے آرچ بشپ متنازع ہوگئے، وہیں سوامی نارائن فرقے کے رہنما جب بی جے پی کے اسٹیج پر دیکھے گئے اور اپنے معتقدین سے بی جے پی کے حق میں ووٹ دینے کی اپیل کی تو ان پر کسی نے بھی انگلی نہیں اٹھائی۔ دوسری ریاستوں میں کٹر ہندوتو کی تبلیغ کرنے والی مذہبی تنظیموں کو حاشیے پر رہنے والا گروہ سمجھا جاتا ہے، مگر گجرات میں معتقدین کی بھاری تعداد والے ایسے مذہبی رہنما سیاسی بات چیت میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔اس کے باوجود پورے گجرات میں تبدیلی کی ہوا چلتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے، جس نے اس الیکشن کو غیر معمولی بنا دیا ہے، اس بار کا الیکشن ایسا الیکشن ہونے والا ہے، جو اس ریاست نے لمبی مدت سے دیکھا نہیں ہے۔ پاٹیداروں کے لیے ریزرویشن کا بڑھتا ہوا مطالبہ، اور نوجوان ہاردیک پٹیل کی قیادت کی طرف لوگوں کا میلان اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ متحد ہندوتو کی شناخت دھیرے دھیرے کمزور پڑتی جارہی ہے اور اس مضبوط دیوار میں دراڑ پڑنے لگی ہے، جی ایس ٹی کو نرم بنانے کا مطالبہ کاروباریوں کے غصے کو ظاہر کرتا ہے، کیوں کہ جی ایس ٹی کو ایسی ریاست کے کاروباری میدان میں سرکار کی کھلی دخل اندازی سمجھا جارہا ہے جہاں ''دھندہ'' ہی سب کچھ ہے۔جب سوراشٹر کے کسان کم از کم سپورٹ پرائس بڑھانے کا مطالبہ کرتے ہیں، جب مہسانا کے طلبہ پرائیوٹ انسٹی ٹیوشن میں اونچی فیس کی مخالفت کرتے ہیں، جب سورت کے تاجر کہتے ہیں کہ گاندھی نگر میں بغیر رشوت کے کوئی کام نہیں ہوتا تو واقعی ایسا لگتا ہے کہ اب گجرات کو ہندو مسلم کے شور سے نہیں بہکایا جاسکتا۔ گجراتی ووٹروں کی امیدیں اب بی جے پی سے ٹوٹنے لگی ہیں، اور ایسا لگتا ہے کہ ۲۲ سالوں کی بلاشرکت غیرے بی جے پی حکومت کے بعد اب اقتدار مخالف رخ دکھائی دینے لگا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بی جے پی گجرات میں اپنا ''برہماستر'' (سب سے خطرناک ہتھیار) استعمال کرنے پر مجبور ہوگئی ہے یعنی گجرات کے ''دھرتی پُتر'' کے طور پر مودی کی شخصیت کی کشش جو گجراتی شان کی علامت ہے۔وزیر اعظم مودی کا کرشمہ چاہے کنارے سے ختم ہو رہا ہو، مگر وہ روایتی گجراتیوں کے لیے ابھی بھی مقناطیس کی طرح ہے، گجرات کی عوام مرکز میں ایسی سرکار کے موجود ہونے کا فائدہ سمجھتی ہے جس کو گاندھی نگر سے دشمنی نہ ہو، خاص طور پر شہروں میں رہنے والے گجراتی نریندر مودی کو ایک اور موقع دینے کو تیار ہیں، جس کی وجہ سے پارٹی اپنی مضبوط تنظیم کے ساتھ اب بھی الیکشن جیت سکتی ہے، لیکن وہ الیکشن جیت بھی جاتی ہے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ دھیرے دھیرے سیاسی میدان میں اس کا غلبہ کم ہوتا جارہا ہے، ہاردک پٹیل جیسے لیڈر بڑی بھیڑ کو اپنی طرف کھینچنے میں کامیاب ہو رہے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ نوجوان گجراتی ووٹروں کو ووٹ بینک سمجھنے کی غلطی نہیں کی جاسکتی۔انکے لیے جاب اور معاشی حالت کی اہمیت اس ہندوتو کے احساس سے زیادہ ہے جسے سیاسی طبقوں نے لوگوں میں بٹھانے کی کوشش کی ہے، اگلی نسل کے یہی ووٹر جن میں سے بہتوں نے تو صوبے میں بی جے پی کے علاوہ کسی اور پارٹی کی سرکار ہی نہیں دیکھی ہے، سرکار سے پریشان کن سوال پوچھ رہے ہیں، بابری مسجد کے انہدام کے پچیس سال بعد سیاسی نفرت کی سیاست کا ہندو سیاست کے مرکز میں الٹا اثر ہوسکتا ہے۔

سورت کے ٹیکسٹائل مارکیٹ میں روایتی بی جے پی حامیوں کی ایک جماعت نے مجھے بتایا کہ کس طرح سرکار نے نوٹ بندی اور جی ایس ٹی سے انہیں دھوکا دیا، ان سے میں نے پوچھا کہ ووٹ کسے دیں گے، انہوں نے کہا کہ ووٹ تو بی جے پی کو ہی دیں گے، دوسرا متبادل کہاں ہے، ہم ناراض ہیں مگر غدار نہیں۔ (یہ مضمون نگار کے ذاتی خیالات ہیں)

اس ملک میں انسانیت کے لیے کوئی جگہ ہے یا نہیں

راگھویندر شکلا (روزنامہ جن ستا ۸/ دسمبر ۲۰۱۷ء)
ترجمہ : سید محمد عادل فریدی

راجستھان کے راجسمند کا دردناک ویڈیو دیکھنے کے بعد حالت کچھ بھی لکھ پانے کی نہیں تھی، کیا لکھ سکتے ہیں، جس سے اس واقعہ کی خوفناکی ٹھیک ٹھیک ظاہر ہو سکے؟ ایسا کون سا لفظ کہاں سے ڈھونڈھیں جو اس بے قصور کی دردناک موت پر رو سکتا ہو، جو اس غلط فہمی میں تھا کہ اس ملک میں سیکولر جمہوریت ہے، جہاں قانون اس کی جان و مال کے تحفظ کے لیے پر عزم ہے؟ وہ کون سا جملہ ہوگا جو کلکتہ سے ۳۲۵ کیلومیٹر دور اس کے گاؤں میں اپنے والد کے اس وحشیانہ قتل پر چیخ رہی دسویں کلاس کی طالبہ کے آنسو پوچھ سکے اور اس کو ڈھارس بندھا سکے؟ میں تو نہیں ڈھونڈھ پا رہا ہوں یہ سب، ایسا لگتا ہے کہ شاید آج تحریر، الفاظ اور جملے سب کچھ اس وحشیانہ پن کے ایک بھیانک تھپیڑے سے ہار گئے۔

کیا ہے لو جہاد؟ کیا یہ زمین پر انسان اور انسانیت سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں؟ اگر کوئی مذہب اپنے اندر اس قدر تشدد، درندگی اور نفرت سموئے ہوئے ہے تو دنیا کو اتنا خطرہ گولے بارود، دہشت گردی، بھوک، آدم خوری سے بھی نہیں ہے، جتنا خطرہ ایسے مذہب سے ہے۔ یہ وہ ہتھیار ہے جو ہر گھر میں وتھ لائسنس موجود ہے، یہ بھی بارود کا وہ ڈھیر ہے جس پر دنیا کے بیٹھے ہونے کی فکر تمام مفکرین ظاہر کر چکے ہیں۔ ایک غریب بزرگ مزدور کو ہتھیار کے ساتھ ایسے جرموں کو سمجھانا اور اس کی سزا دینا جو اس نے نہ تو کیا ہو اور نہ ہی اس کو کرنے میں اسکا کوئی ہاتھ ہو، ایسا کس طرح کی ذہنیت سے کیا جاسکتا ہے، یہ سوچ سوچ کر دماغ کی نسیں پھٹنے لگتی ہیں، ویڈیو دیکھ کر دل دہل اٹھتا ہے، آنکھیں پھٹی رہ جاتی ہیں، ماتھے پر شکن گہری ہو جاتی ہے، غصہ اس سطح پر ہوتا ہے کہ وہ مجرم سامنے آجائے تو اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں اور افسوس بھی نہ کریں۔ لیکن اتنی حیوانیت بھی تو نہیں ہوسکتی نہ! میں ایک بار ہی وہ ویڈیو دیکھ پایا، دوسری بار ہمت نہیں کر پایا، لیکن ایک بار ہی دیکھ کر اندر سے صفر ہوگیا، دن بھر میرے دماغ میں یہ تصویر گھومتی رہی جیسے کوئی بار بار میرے سامنے اس کو زبردستی چلا رہا ہو، جیسے یہ حادثہ میرے ساتھ ہوا ہو۔ میں اس حادثے میں افرضل کی جگہ خود کو رکھ کر سوچ پانے سے اپنے آپ کو نہیں روک پایا، میں نے سوچا کہ اگر میں افرضل کی جگہ ہوتا تو میری تڑپ کیا ہوتی؟ میرا ردعمل کیا ہوتا؟ میرے گھر والوں کا ردعمل کیا ہوتا؟ میرے گھر، میرے گاؤں کا ماحول کیسا ہوتا؟ ایسا سوچنا تھا کہ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں اور سوالوں کی بوچھار شروع ہوگئی، میں نے کیا کیا تھا؟ مجھ پر اتنا غصہ اور بربریت کیوں؟ میری جان کی قیمت بھی سمجھو، ایک مسلمان ہونے کے علاوہ بھی میں کچھ ہوں، میرا پریوار ہے، کسی ماں کا میں بیٹا ہوں، کسی بیٹی کا باپ ہوں، میرے باپ ہیں، میرے دوست ہیں، ایک ایسی غلطی کے لیے مجھے مار رہے ہو جو میں نے کی ہی نہیں ہے، کیا میری جان لے لینے سے سب کچھ ٹھیک طرح سے سیکھ جائیں گے، جنہیں تم سکھانا چاہتے ہو؟ اگر نہیں سیکھ پائے تو میری قربانی کا کیا ہوگا؟ کیا میری جان لوٹا پاؤگے؟ اگر تمہیں مجھے مارنے کے بعد ندامت ہوئی تو کیا تم مجھے زندہ کر پاؤگے؟ ویڈیو میں اتنی باتیں سننے کا وقت ہی کہا تھا اس ''دھرم رکچھک'' کے پاس، اسے تو محمد افرضل کی وہ دردناک چیخ بھی نہیں سنائی دے رہی تھی، جس میں وہ کہہ رہا تھا ''بابو میں مرگیا مجھے بچاؤ'' اپنے قاتل سے ہی بچانے کی آواز لگا رہا تھا وہ۔ کیا غصہ انسان کو اتنا بے عقل بنا دیتا ہے، سیاست اس واقعہ کو بھی بیچنے سے نہیں چوکنے والی ہے، سوشل میڈیا پر کچھ جذبات سے عاری لوگوں کے اوچھے سوال تھوک دان بنا دینے کے لائق ہیں، اس معاملہ میں کسی ہندو کا ردعمل نہیں چاہئے، کسی مسلمان کا ردعمل نہیں چاہئے، اس معاملے میں کسی انسان سے بات کیجئے، کہ وہ اب کیا چاہتا ہے؟ کہ وہ اب کیا کرنے والا ہے؟ پوچھئے اس ملک کے حکمرانوں سے، قانون کے رکھوالوں سے کہ یہ بتاؤ کہ انسانیت کو بھی اس ملک کی شہریت حاصل ہے یا نہیں؟

E:\Naqueeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\Naqueeb 11-12-17.inp 07/04/39 11:50 PAGE 8 (1,1)

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

پاکستانی پارلیمنٹ میں امریکی فیصلے کے خلاف مذمتی قرارداد منظور

پاکستانی پارلیمنٹ نے امریکہ کی جانب سے اپنا اسرائیلی سفارت خانہ تل ابیب سے بیت المقدس منتقل کرنے کے فیصلہ کے خلاف قراداد مذمت منظور کرتے ہوئے امریکہ کے اس اقدام کو امت مسلمہ پر حملہ قرار دیا اور واشنگٹن سے کہا کہ وہ اپنا فیصلہ فوری واپس لے۔ڈان نیوز کے مطابق وفاقی وزیر برائے کشمیر برجیس طاہر نے قرارداد پڑھتے ہوئے کہا کہ ایسے وقت میں جب مشرق وسطیٰ تنازعات اور جنگ میں گھرا ہوا ہے، یہ فیصلہ امت مسلمہ پر براہ راست حملہ ہے۔قرارداد میں امریکا کے اس اقدام کو بین الاقوامی قوانین اور اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کی قرارداد کی خلاف ورزی قرار دیا گیا۔(یو این آئی)

سعودی عرب، یمن میں بندرگاہ کو کھولنے کی اجازت دے گا: امریکہ

امریکہ نے یقین ظاہر کیا ہے کہ سعدی عرب یمن میں بند کئے گئے بندرگاہ کو کھولے جانے کی اجازت دے گا۔امریکی صدر کے دفتر وائٹ ہاؤس کی ترجمان سارا سینڈرس نے نامہ نگاروں سے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ یمن کے بند بندرگاہ کو کھولے جانے کے سلسلے میں سعودی عرب کی جانب سے کارروائی کی جائے گی، ہم اس سلسلے میں مزید معلومات فراہم ہونے پر میڈیا کو مطلع کریں گے۔(یو این آئی)

یروشلم معاملے میں دیگر ممالک سے حمایت کی اطلاع نہیں: امریکہ

امریکہ نے کہا صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے یروشلم کو اسرائیل کی راجدھانی کے طور پر منظوری دیئے جانے کے بعد دیگر ممالک کے بارے میں ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے، جس سے معلوم ہوسکے کہ وہ ان کے اس قدم پر ان کے ساتھ ہیں۔امریکی صدر دفتر وائٹ ہاؤس کی ترجمان سارا سینڈرس نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ فی الحال اس بارے میں کوئی جانکاری نہیں ہے، کہ کتنے ممالک یروشلم کو اسرائیل کی راجدھانی کے طور پر منظوری دیئے جانے کا منصوبہ بنارہے ہیں۔واضح رہے کہ دنیا کے کئی ممالک یروشلم کو اسرائیل کی راجدھانی کے طور پر منظوری دیئے جانے کے ڈونالڈ ٹرمپ کے فیصلے کی مذمت کررہے ہیں، دوسری طرف حماس کے سربراہ اسماعیل ہانیہ نے اسرائیل کے خلاف انتفاضہ شروع کرنے کی دھمکی دی ہے۔سعودی عرب نے بھی ڈونالڈ ٹرمپ پر واضح کردیا ہے کہ یروشلم کو اسرائیل کی راجدھانی قرار دینا خطے کے امن وامان کے لیے خطرناک ہوگا۔ترکی نے بھی اس فیصلہ کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یروشلم کو اسرائیل کی راجدھانی تسلیم کرنے کا امریکہ کا فیصلہ متعلقہ خطے اور دنیا میں ایسی آگ لگادے گا جو بجھائے نہ بنے گی۔ترک حکومت کے ترجمان نے کہا کہ اس طرح خطے اور دنیا میں لگنے والی آگ بجھانے کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی۔نائب وزیر اعظم باقر بوزاگ نے ٹوئیٹ کیا ہے کہ یروشلم کو راجدھانی قرار دینا تاریخ کا عدم احترام ہی نہیں خطے کی سچائی سے بھی انکار ہوگا۔(یو این آئی)

پاکستان نے کلبھوشن سے والدہ اور بیوی کو ملاقات کی اجازت دی

پاکستان نے ہندوستانی جاسوس کلبھوشن یادو سے اُس کی والدہ اور بیوی کو ملاقات کی اجازت دے دی ہے۔ترجمان دفتر خارجہ ڈاکٹر محمد فیصل نے کہا ہے کہ پاکستان نے ہندوستانی جاسوس کلبھوشن یادو سے اِس کی بیوی کو ملنے کی اجازت دی تھی، تاہم ہندوستان نے پاکستان سے درخواست کی کہ کلبھوشن کی اہلیہ سے پہلے اس کی والدہ کو ملنے کی اجازت دی جائے، پاکستان نے ہندوستانی درخواست کو منظور کرلیا ہے اور کلبھوشن یادو سے والدہ اور بیوی دونوں کو ملنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ترجمان نے کہا کہ فیصلے کے حوالے سے ہندوستان کو آگاہ کردیا گیا ہے اور ہندوستانی ہندوستانی جاسوس سے اہل خانہ کی ملاقات ۲۵/دسمبر کو ہوسکتی ہے، جب کہ ملاقات میں ہندوستانی ہائی کمیشن کے ایک اہلکار کو بھی موجود ہونے کی اجازت ہوگی اور سب کو مکمل سیکیورٹی فراہم کی جائے گی۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

سمندروں میں پلاسٹک آلودگی روکنے کے لیے دوسو ممالک کا معاہدہ

ماحول دوست افراد کے لیے اچھی خبر یہ ہے کہ تقریباً دوسو ممالک نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ سمندروں میں پلاسٹک پھینکنے کے عمل کو ہر ممکن طور پر روکنے کی کوشش کریں گے۔نیروبی میں ہونے والا یہ معاہدہ اقوام متحدہ کی جانب سے پیش کیا گیا، جس پر دستخط کرتے ہوئے دوسو ممالک نے عہد کیا ہے کہ وہ سمندروں میں بے دریغ پلاسٹک پھینکنے سے گریز کریں گے جبکہ بعض ماہرین نے اس کے بعد امید ظاہر کی ہے کہ اس سے قانونی طور پر پلاسٹک کی آلودگی روکنے کی راہ ہموار ہوسکے گی۔اس سے قبل سمندروں میں پلاسٹک کی بہتات پر ماحولیات کے ماہرین اپنی شدید تشویش کا اظہار کرچکے ہیں۔سمندری جاندار ایک جانب تو پلاسٹک کی تھیلیوں سے دم گھٹنے سے مررہے ہیں تو دوسری جانب بڑے جاندار انہیں جیلی فش سمجھ کر کھا جاتے ہیں اور موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، جن میں چھوٹی بڑی مچھلیاں، سمندری مخلوق اور کچھوے شامل ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

امریکہ سے جنگ فرض ہوچکی اب صرف تاریخ طے ہونا باقی ہے، شمالی کوریا

شمالی کوریا نے امریکہ سے جنگ چھڑنے کے خدشات ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم پر جنگ فرض ہوچکی ہے اب صرف اس کی تاریخ طے ہونا باقی ہے۔غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق شمالی کوریا کی وزارت خارجہ کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ امریکہ اور جنوبی کوریا کی بڑے پیمانے پر مشترکہ فوجی مشقوں اور جنگ کی دھمکیوں نے کوریائی خطے میں جنگ کو یقینی بنادیا ہے، امریکہ نے ایسا کرکے ایک طرح سے جنگ کا اعلان کردیا ہے۔شمالی کوریا کے وزیر خارجہ ری یونگ ہو نے سرکاری ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ امریکی حکام جزیرہ نما کوریا کو جنگ میں دھکیلنے کے لئے محاذ آرائی پر مبنی بیانات دے رہے ہیں، ہم جنگ نہیں چاہتے لیکن جنگ سے بھاگنے والے بھی نہیں۔(نیوز ایکسپریس)

بزنس، روزگار و کیریر

حج کرایہ کم کرنے کا مطالبہ

آل انڈیا حج سیوا سمیتی نے حج کمیٹی آف انڈیا سے حج ۲۰۱۸ء کا ہوائی کرایہ کم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔سمیتی کے صدر حافظ نوشاد احمد اعظمی نے مرکزی حج کمیٹی کے چیئر مین محبوب علی قیصر اور جوائنٹ سکریٹری حج وقف جان عالم سے ایک مکتوب کے ذریعہ جس کی نقل پریس کو جاری کی گئی ہے، مطالبہ کیا ہے کہ دہلی، کلکتہ اور ممبئی سے بالترتیب 73697 روپے، 83027 روپے اور 58254 روپے کرایہ بہت زیادہ ہے۔مسٹر اعظمی نے جو حج کمیٹی آف انڈیا کے سابق رکن بھی ہیں، دعویٰ کیا کہ ان مقامات سے جدہ تک سفر بیس پچیس ہزار روپے میں کیا جاسکتا ہے۔(یو این آئی)

ہندوستان کی نیوکلیئر سپلائر گروپ میں شمولیت کی امید روشن

چین کی طرف سے مخالفت کے باوجود نیوکلیئر سپلائر گروپ میں شمولیت کی ہندوستان کی امیدیں بڑھ گئی ہیں کیوں کہ واز نیر نظام میں اس کی رکنیت اب تقریباً طے ہوچکی ہے۔اگر سب کچھ حسب توقع رہا تو ہندوستان کو واز نیز نظام میں شامل ہوسکتا ہے۔ ہندوستان اس نظام میں شامل ہونے کے کافی قریب ہے۔اکتالیس رکنی واز نیر نظام کا تیسواں سالانہ اجلاس ویانا میں جاری ہے، جہاں جرمنی، روس، فرانس اور امریکہ واز نیر نظام میں ہندوستان کی شمولیت کی حمایت کررہے ہیں۔ یہ نظام روایتی ہتھیاروں کی تجارت اور ٹیکنالوجی کے دوہرے استعمال کو کنٹرول کرتا ہے۔نیوکلیئر سپلائر گروپ (این ایس جی) میں ہندوستان کی رکنیت کی مخالفت کرنے والا چین واز نیر نظام کا رکن نہیں ہے۔ہندوستان نے واز نیر نظام میں شامل ہونے کے لیے کافی محنت کی ہے۔اس نے اس سال کے اوائل میں واز نیز نظام کے تحت لازمی ایس سی او ایم ای ٹی (اسپیشل کیمیکلز آرگنزم، میٹریلس، ایکوپمنٹ اور ٹیکنالوجی) سے متعلق اشیاء کی منظوری بھی دے دی ہے اور اسے امید ہے کہ یہ اکتالیس رکنی گروپ اس کی شمولیت کا مثبت فیصلہ کرے گا۔ ہندوستان کے لئے اس نظام میں شمولیت کو کافی اہم اور ضروری سمجھا جارہا ہے۔اس میں شامل ہونے سے این ایس جی کی رکنیت کے لئے اس کا دعوی مضبوط ہوجائے گا۔واز نیر نظام میں شامل ہونے سے ہندوستان کو جوہری عدم پھیلاو کے معاہدے) این پی ٹی (پر دستخط کئے بغیر رکن ملکوں کے ساتھ قریبی رابطہ قائم کرنے کا موقع ملے گا۔ ہندوستان آسٹریلوی گروپ میں بھی شامل ہونے کی کوشش کررہا ہے۔ان دونوں گروپوں میں شامل ہونے سے ہندوستان کو این ایس جی میں رکنیت دلانے کے لئے رکن ملکوں کے ذریعے چین پر دباو ڈالا جاسکتا ہے۔چین این ایس جی میں ہندوستان کی شمولیت میں کا مخالف ہے۔ ہندوستان کے لئے این ایس جی کی رکنیت کافی اہم ہے کیوں کہ اس سے جوہری ٹیکنالوجی اور یورینیم حاصل کرنا آسان ہوجائے گا۔(ماخوذ از ڈوچے ویلے جرمنی)

پین کارڈ کو آدھار سے لنک کرنے کی مدت میں تین مہینے کی توسیع

مرکزی حکومت نے پین کارڈ کو آدھار کارڈ سے جوڑنے کی آخری تاریخ میں تین مہینے کی توسیع کردی ہے، اب ۳۱/مارچ ۲۰۱۸ء تک اپنے پین کارڈ کو آدھار کارڈ سے لنک کرسکتے ہیں۔اس سے قبل آخری تاریخ ۳۱/دسمبر ۲۰۱۷ء تک تھی۔واضح ہو کہ سرکار نے یکم جولائی ۲۰۱۷ء سے آدھار کارڈ کو لازمی طور پر پین کارڈ سے لنک کرنے کا حکم دیا تھا، اب تک 13.28 کروڑ لوگ اپنے پین کارڈ کو آدھار سے جوڑ چکے ہیں۔(این ڈی ٹی وی نیوز سروس)

آئی آئی ٹی جے ای ای امتحان کے سلسلہ میں کورٹ نے مرکزی حکومت سے جواب مانگا

آئی آئی ٹی جے ای ای ایڈوانس کا امتحان آن لائن کرانے کے سلسلہ میں پٹنہ ہائی کورٹ نے مرکزی حکومت سے جواب طلب کیا ہے، کورٹ نے مرکزی حکومت کو اگلے چار ہفتوں میں جواب دینے کو کہا ہے، قابل غور ہے کہ آئی آئی ٹی جے ای ای امتحان کے آن لائن کرنے کو لازمی کیے جانے کو کورٹ میں چیلنج کیا گیا تھا۔

طلبہ کو غلط نمبر دینے والے اسکولوں اور کالجوں پر کارروائی کرے گا بورڈ

امتحان کی کاپیاں جانچنے والے اساتذہ کو اب محتاط رہنا ہوگا، کیوں کہ بہار بورڈ نے نمبرات دینے میں غلطی کرنے والے اساتذہ کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا ارادہ کیا ہے۔بورڈ نے یہ فیصلہ غلط نمبرات دینے سے طلبہ کو ہونے والی پریشانیوں کو دیکھتے ہوئے کیا ہے۔اس سلسلہ میں بہار اسکول اگزامنیشن بورڈ نے ان اسکولوں اور کالجوں کو نوٹس جاری کیا ہے، جنہوں نے میٹرک اور انٹر کے پریکٹیکل امتحان میں نمبرات دینے میں گڑبڑ کی ہے۔(سنڈی کیٹ نیوز سروس)

میکس اسپتال کا لائسنس رد

زندہ بچے کو مردہ بتانے والے نئی دہلی کے شالیمار باغ میں واقع میکس اسپتال کا دہلی حکومت نے لائسنس رد کردیا ہے، دہلی سرکار کے پاس آئی شروعاتی رپورٹ میں اسپتال کو قصوروار پایا گیا تھا۔واضح ہو کہ میکس اسپتال میں ایک عورت نے جڑواں بچوں کو جنم دیا تھا، جس میں سے ایک بچہ مردہ تھا، لیکن دوسرا بچہ زندہ تھا، مگر ڈاکٹروں نے دونوں بچوں کو مردہ بتاکر پلاسٹک میں لپیٹ کر بچے کے والدین کے سپرد کردیا، بعد میں جب بچے کے رونے کی آواز آئی تو انہیں پتہ چلا کہ ایک بچہ تو زندہ ہے، اس کے بعد بچے کے والدین نے میکس اسپتال کے ڈاکٹروں کے خلاف تھانے میں رپورٹ درج کرائی۔حالانکہ اسپتال کے ذریعہ مردہ قرار دئے گئے بچے کی بھی جمعہ کے دن موت ہوگئی۔شیر خوار کے مرنے کے بعد ہنگامے کے خدشے کی بنا پر سرکار نے اسپتال کے باہر پولیس تعینات کردی ہے، بچے نے پیتم پورہ کے اگروال اسپتال میں دم توڑا۔(نو بھارت ٹائمز)

طب وصحت

وزن گھٹانے کی ترکیبیں

آج کی مصروف زندگی میں سیکڑوں لوگوں کو ورزش کرنے کا وقت نہیں ملتا، چنانچہ وہ رفتہ رفتہ فربہ ہوجاتے ہیں اوران کے جسم پر چربی کی تہیں چڑھ جاتی ہیں۔ ذیل میں ایسے چودہ طریقے درج ہیں جو چربی گھلاتے اور گھلانے والا نظام استحالہ بہتر بناتے ہیں تاکہ آپ کا وزن کم ہوسکے۔

فاقہ نہ کیجئے

فاقہ خصوصًا مردانہ صحت پر منفی اثر ڈالتا ہے، کیونکہ یہ نظام استحالہ کو سست کردیتا ہے۔تب وہ بڑی سستی سے چربی گھلانے لگتا ہے تاکہ اُسے ضائع نہ ہونے دے۔لہٰذا مردوں کو چاہیے کہ وہ وزن کم کرنے کی خاطر فاقہ مت کریں بلکہ غذائیت سے پُرغذا کھائیں، ایسی غذا جو انھیں مطلوبہ کیلوری فراہم کردے اور چربی بھی نہ چڑھائے۔

نیند پوری لیجئے

فن لینڈ میں محققین نے تحقیق کے بعد معلوم کیا ہے کہ جو مرد کم نیند لیتے ہیں، وہ پوری نیند لینے والوں کی نسبت موٹے ہوتے ہیں۔

لحمیات (پروٹین) زیادہ کھائیے

ہمارے جسم کو لحمیات کی ضرورت ہے تاکہ اعضا کو دبلا پتلا رکھ سکیں۔ ماضی میں ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ لحمیات کم سے کم لینی چاہیں کہ یہ جسم کو فربہ کرتی ہیں۔ چنانچہ تب یہ قانون بنایا گیا کہ انسان اپنے فی پونڈ وزن کے لحاظ سے روزانہ 0.630 گرام لحمیات کھائے ،لیکن جدید تحقیق کی رو سے لحمیات کی مندرجہ بالا روزانہ مقدار بہت کم ہے۔لہٰذا اب ماہرین نے یہ تجویز کیا ہے کہ ہر انسان اپنے فی پونڈ وزن کے اعتبار سے 0.80 گرام تا ایک گرام لحمیات روزانہ استعمال کرے۔ گویا وہ ہر روز چربی سے پاک ۳/اونس گوشت یا دو بڑے چمچ مغزیات کھائے۔ یوں اُسے لحمیات کی روزانہ مطلوبہ مقدار مل جائے گی۔۸ گرام کم چکنائی والا دہی کھانے سے بھی یہ مقدار حاصل ہوجاتی ہے۔

دیسی غذائیں استعمال کیجئے

آج کل تقریباً ہر غذا کھادوں اور کیڑے مار ادویہ کے استعمال سے اگائی جارہی ہے۔اب بذریعہ تحقیق کیڑے مار ادویہ کا ایک مضر پہلو سامنے آیا ہے کہ یہ ادویہ چربی کے خلیوں میں جمع ہوجاتی ہیں۔ پھر چربی کے خلیے گھلنے میں دیر لگاتے ہیں یعنی تب وزن کم کرنا زیادہ مشکل ہوجاتا ہے۔ بعض ماہرین کا تو دعویٰ ہے کہ کیڑے مار ادویہ کے باعث ہمارا وزن بڑھ جاتا ہے۔اسی لیے ماہرین مشورہ دیتے ہیں کہ اب زیادہ سے زیادہ نامیاتی یا دیسی غذائیں استعمال کریں۔یعنی وہ سبزیاں، اناج اور پھل استعمال کیجیے جو کیڑے مار ادویہ اور کیمیائی کھادوں کے بغیر اگائے جائیں۔خاص طور پر آلو، سیب، آڑو، ناشپاتی، ساگ، گوبھی، چیری اور اسٹرابری دیسی ہی خریدیئے کیونکہ ان کے چھلکوں اور پتوں میں مضر صحت کیمیائی مادوں کی بڑی تعداد جمع ہوتی ہے۔

کھڑے ہوئیے

شاید آپ کو علم نہ ہو، ہمارے کھڑے ہونے یا بیٹھنے سے بھی وزن کی کمی بیشی میں فرق پڑتا ہے۔دراصل ماہرین نے دریافت کیا ہے کہ اگر ہم جاگتے ہوئے تین چار گھنٹے تک بیٹھے رہیں اور کوئی سرگرمی نہ دکھائیں تو وہ خامرہ (انزائم) کام کرنا چھوڑ دیتا ہے جو ہمارے بدن میں چربی کی مقدار اور کولیسٹرول کا استحالہ کنٹرول کرتا ہے۔لہٰذا اس خامرے کو متحرک رکھنے اور مسلسل چربی جلانے کے لیے وقفے وقفے سے کھڑے ہوں اور تھوڑی بہت چہل قدمی کریں۔

سرد پانی پیجئے

جرمن ماہرین نے دریافت کیا ہے کہ اگر ہم روزانہ سرد پانی کی چھ پیالیاں پئیں، تو ہمارا استحالہ نظام مزید ۵۰/کیلوری جلاتا ہے۔ گویا اس لحاظ سے ہم سال میں ۵/پونڈ وزن کم کریں گے۔ ویسے یہ معمولی مقدار لگتی ہے لیکن ایک فربہ مرد کے وزن سے ۵ پونڈ کم ہوجائیں تو یہ بڑی بات ہے۔ ہمارا جسم سرد پانی کو گرم کرنے کے لیے جو توانائی خرچ کرتا ہے اس کی بنا پر ۵۰/حرارے جلتے ہیں۔

دودھ استعمال کیجیے

جدید تحقیق سے انکشاف ہوا ہے کہ جسم میں کیلشیم کی کمی بھی نظام استحالہ سست بنادیتی ہے، چنانچہ روزانہ ایک گلاس دودھ پیجئے۔ ماہرین نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ چکنائی سے پاک دودھ اور دہی دوسری غذاؤں کی چربی بھی جسم میں جذب نہیں ہونے دیتے۔

اپنا جسم تر رکھیئے

ہمارے جسم کے تمام کیمیائی تعاملات بشمول استحالہ پانی کی مدد سے انجام پاتے ہیں۔ اس لیے بدن میں بھی پانی کی کمی نہ ہونے دیں۔ مزید برآں پیاس کی حالت میں ہم کیلوری بھی کم جلاتے ہیں۔

وٹامن ڈی کا استعمال کیجئے

ہمارے اعصاب میں نظام استحالہ جاری رکھنے اور وزن کو کم کرنے میں وٹامن ڈی کا خاص کردار ہے۔ ہر بالغ انسان کو روزانہ کم ازکم ۴۰۰/آئی یو (انٹرنیشنل یونٹ) حیاتین ڈی ضرور لینا چاہیے۔(ماخوذ از میڈیکل ایکسپریس)

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ **سید محمد عادل فریدی**

حج فارم بھرنے کی تاریخ میں توسیع ،۲۲/دسمبر تک جمع ہوں گے فارم

حج ۲۰۱۸ء کے سفر پر جانے والے عازمین کے لئے حج فارم بھرنے کی آخری تاریخ ۷/دسمبر تھی ،لیکن عازمین کی دشواریوں کے پیش نظر حج کمیٹی آف انڈیا نے اب اس تاریخ میں توسیع کرتے ہوئے ۲۲/دسمبر تک فارم لئے جانے کا اعلان کیا ہے، حج کمیٹی بہار کے ذمہ داران نے اپیل کی ہے کہ یہ توسیع عازمین حج کے لئے ایک بڑی خوشخبری ہے، اس لئے جن لوگوں نے اب تک فارم پر نہیں کیا ہے، وہ مذکورہ تاریخ سے قبل فارم پر کرلیں اور جن کے پاسپورٹ تیار نہیں ہیں وہ جلد از جلد پاسپورٹ فارم بھر کر دفتر حج کمیٹی بہار سے رابطہ کریں تاکہ خصوصی طور پر ان کی رپورٹنگ کا کام پورا کرایا جاسکے اور انہیں وقت پر پاسپورٹ دستیاب ہوسکے۔

ہر حال میں امن وامان قائم رکھیں: مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ بابری مسجد کی زمین کے مالکانہ حق کے تعلق سے سپریم کورٹ میں روزانہ سماعت شروع ہوگئی ہے، مسلمانوں کی طرف سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ماہرین قانون پیروی کررہے ہیں اور مضبوط و مستند دلائل اور تاریخی شواہد کے ساتھ بابری مسجد کی حقیت کو ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں ،ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ حقیت کے اس مقدمہ میں عدل وانصاف کی بنیاد پر بابری مسجد اور اس کی زمین کے مالکانہ حق کا فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہوگا۔اس سلسلہ میں مسلمان حکمت اور دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے امن وامان کی فضا کو برقرار رکھیں اور کسی کی سازش کے ہرگز شکار نہ ہوں۔امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی ماہرین قانون سے مستقل رابطے میں ہیں۔ہم مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ چونکہ ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آیا، اس مناسبت سے دعاؤں کا خصوصی اہتمام کریں اور اللہ سے بابری مسجد کی حقیت کے مقدمہ کی کامیابی کی دعا کریں اور کوئی ایسا کام نہ کریں، جس سے سماج دشمن عناصر کو فائدہ اٹھانے کا موقع ملے، یہی کام کی حکمت عملی ہے، جس پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہئے۔

واضح ہو کہ چند دنوں سے پھلواری شریف اور اس کے مضافات میں حالات کشیدہ تھے اور کئی جگہوں سے شرپسند عناصر کی جانب سے خوف وہراس کا ماحول پیدا کرنے کی مسلسل کوشش کی جارہی تھی۔امارت شرعیہ اور اس کے ذمہ داروں نے امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی ہدایت پر واقعہ کی اطلاع ملتے ہی عوام کے بااثر لوگوں اور انتظامیہ کے رابطہ میں رہ کر ماحول کو پرامن بنانے کی کوششیں تیز کردیں، پہلے دن کے واقعہ کے بعد علی الصباح امارت شرعیہ کے ایک وفد نے جس میں نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی، نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، مولانا محمد ابوالکلام شمسی انچارج دفتر نظامت، مولانا شکیل احمد قاسمی استاذ دارالعلوم الاسلامیہ اور راقم الحروف شامل تھے، متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور دونوں طبقوں کے لوگوں سے مل کر امن وامان کی بحالی کی گذارش کیا اور انتظامیہ اور پولیس افسران کو ضروری مشورے دیے۔ دوسرے دن جب حالات کو کنٹرول کرنے کے لیے پٹنہ کے اعلیٰ پولیس افسران ، ڈی ایم ، آئی جی ، ڈی آئی جی ، سینئر ایس پی وغیرہ نے پھلواری شریف تھانہ میں دونوں فرقوں کے امن پسند لوگوں کی میٹنگ بلائی تھی ، جس میں امارت شرعیہ کا ایک اعلی سطحی وفد قائم مقام ناظم مولانا محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی قیادت میں اس مٹینگ میں شرکت کی اس وفد میں نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی، معاون ناظم مولانا افتخار احمد نظامی ، انچارج دفتر نظامت مولانا محمد ابوالکلام شمسی اور راقم الحروف بھی شریک تھے۔اس میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے کہا کہ پھلواری شریف کی تاریخ رہی ہے کہ یہاں برسوں سے سبھی مذہب کے لوگ ایک ساتھ مل جل کر رہتے آئے ہیں، بہت افسوس کی بات ہے کہ کچھ شریر لوگ امن وامان کی اس فضا کو بگاڑنا چاہتے ہیں، اور چند دنوں سے یہاں خوف وہراس کا ماحول پیدا ہوگیا ہے، اس ماحول کو پیدا کرنے میں افواہوں کا بہت بڑا رول ہے، لوگ بنا تحقیق کے کسی بھی افواہ پر یقین کرلیتے ہیں اور اس کو پھیلانا شروع کردیتے ہیں، جس سے شرپسندوں کو حوصلہ مل رہا ہے اور وہ خوف وہراس کو پھیلانے میں کامیاب ہورہے ہیں، اس لیے ہم سب لوگوں کو مل کر ان افواہوں کو نظر انداز کرنا ہے، اور اگر کسی ناگہانی واقعہ کی کوئی اطلاع ملے تو اسکی تحقیق کرنی چاہئے ، اور عوام میں اس کو پھیلانے کے بجائے انتظامیہ کو اس سے مطلع کرنا چاہئے ، انتظامیہ چاق وچوبند ہے اور حالات کو قابو میں کرنے کے لیے پُرعزم بھی ہے۔مولانا موصوف نے پولیس انتظامیہ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ پولیس کو اپنی چوکسی مزید بڑھانے کی ضرورت ہے ، نیز گشتی دستوں کی تعداد بڑھائی جائے اور ان تمام علاقوں میں پہونچا جائے جہاں حالات کشیدہ ہوئے ہیں، تاکہ اس سے عوام کا اعتماد پولیس پر قائم ہو اور ان کے اندر سے ڈر نکل سکے۔اس کے علاوہ مذہبی مقامات یا دیگر حساس مقامات جہاں سے عوام کا قلبی اور عقیدت مندانہ لگاؤ ہوتا ہے، ان علاقوں میں باضابطہ چوکی قائم کی جائے ، تاکہ شرپسندوں کو ان جگہوں پر غلط کام کرکے عوامی جذبات کو بھڑکانے کا موقع نہ مل سکے۔موصوف نے انتظامیہ کی توجہ اس جانب بھی دلائی کہ جن لوگوں کے واقعی نقصانات ہوئے ہیں، ان کی دکانوں اور پولٹری فارم اور پولٹری فارم وغیرہ میں آگ لگائی گئی ہے، اور ان کا بڑا نقصان ہوا ہے، سرکار کو ان کے نقصانات کی تلافی کرنی چاہئے تاکہ وہ اپنے کاروبار کو پھر سے کھڑا کرسکیں اور مجرموں کو فوری شناخت کر کے قانونی سخت کارروائی کی جائے۔

اس میٹنگ میں دونوں فرقوں کے اہم لوگوں نے اپنی رائے رکھی اور امن وامان قائم رکھنے کے لیے عزم کا اظہار کیا۔اس کے بعد ڈی ایم اور آئی جی کی قیادت میں تمام موجود لوگوں کا قافلہ عیسیٰ پور کے رائے چوک تک گیا اور وہاں کے لوگوں سے مل کر ان کو امن وامان بحال کرنے کا یقین دلایا۔اس امن مارچ میں امارت شرعیہ کے ذمہ داران بھی شامل رہے۔الحمدللہ اب حالات معمول پر ہیں اور لوگوں میں خوف وہراس کا جو ماحول تھا وہ ختم ہوگیا ہے اور امن کی فضا بحال ہوچکی ہے۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

بابری مسجد مسئلہ پر سیاسی لیڈران کے متنازع بیانات افسوسناک: مسلم پرسنل لابورڈ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے اپنے ایک حالیہ اخباری بیان میں فرمایا کہ بابری مسجد کا معاملہ ابھی عدالت عظمیٰ میں زیر کارروائی ہے، اس کی شنوائی کا عمل شروع ہوا ہے، جو کئی مرحلوں میں جاری رہے گا، عدالت کی طرف سے کسی فیصلے کے سامنے آنے سے پہلے اس سلسلہ میں بیان بازی یا رام مندر کی تعمیر اور اس کی تاریخ کے تعلق سے اعلان واشتہار نہ صرف نامناسب بلکہ نہایت ہی افسوسناک اور قابل مذمت بات ہے، مسلم پرسنل لا بورڈ سیاسی لیڈران کے ایسے بیانات کی مذمت کرتا ہے اور اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ سیاسی جماعتیں آئندہ زیر کارروائی معاملہ کے بارے میں اس طرح کے بیانات نہیں دیں گی، آپ نے فرمایا کہ ۵/دسمبر سے بابری مسجد سے متعلق مقدمات کی سماعت کا عمل سپریم کورٹ میں شروع ہوا، دلائل کی پیشی کے دوران مسلمانوں کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے موکل کی ہدایتوں پر محترم وکلاء نے عدالت کے سامنے یہ موقف رکھا کہ یہ وقت مقدمہ کی حتمی سماعت کا نہیں ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ایک نمائندہ تنظیم کی حیثیت سے اس بات کے صحیح ہونے کی تصدیق کرتا ہے اور معاملہ کی حساسیت نیز میڈیا کی رپورٹوں کو دیکھتے ہوئے اس موقف کی وضاحت کو ضروری سمجھتا ہے، مقدمہ کی سماعت کے لئے اگلی تاریخ ۸/فروری طے پائی ہے۔

آسام میں غیر ملکی شہریت تنازع پر سپریم کورٹ کا تاریخی فیصلہ

سپریم کورٹ نے ۵/دسمبر کو آسام میں غیر ملکی شہریت تنازع سے متعلق مقدمہ پر اپنا تاریخی فیصلہ سناتے ہوئے نہ صرف لاکھوں شہریوں کی شہریت کو تحفظ عطا کیا بلکہ فرقہ پرست اور متعصب عناصر کی سازشوں کو بھی ناکام بنا دیا، سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ کے ذریعہ آسام ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کو خارج کر دیا جس میں اس نے شادی شدہ خواتین کی شہریت کے لئے پنچایت سرٹیفکٹ کو بطور ثبوت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا، اب سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں پنچایت سرٹیفکٹ کو بطور ثبوت تسلیم کرنے کا فیصلہ سنا دیا ہے، جس کی وجہ سے لاکھوں شادی شدہ خواتین کے سر پر غیر ملکی شہریت کی لٹکتی تلوار ہٹ گئی ہے، اس کے علاوہ عدالت نے ایک دوسرے اہم فیصلہ میں کہا ہے کہ این آر سی کا استعمال صرف ملکی اور غیر ملکی کی نشاندہی کے لئے ہے، ملک کے اصل مقیم کے بارے میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے، سپریم کورٹ کے دونوں فیصلے یقیناً تاریخ ساز اور شہریت کے تعلق سے پیدا کئے جانے والے فتنوں کا بڑا علاج ہیں۔

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ضلع نوادہ کے حضرات ائمہ وعلماء کرام کا تربیتی اجتماع

امارت شرعیہ کے شعبہ جات کا ایک اہم حصہ امور مساجد ہے، اسلام میں مساجد کی جو اہمیت اور ائمہ کرام کی جو عظمت ہے اس سے ہر مسلمان واقف ہے، چنانچہ حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے اس سلسلہ میں ایک مضبوط فیصلہ فرماتے ہوئے پہلے مرحلہ میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ائمہ کرام کو رابطہ کے اعتبار سے منظّم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور اس کے لئے نقشہ عمل کو بھی طے فرما دیا ہے، چنانچہ اسی کی روشنی میں تینوں صوبہ کے ائمہ کرام کو رابطہ کے اعتبار سے منظّم کرنے کی تحریک شروع کر دی گئی ہے، جہاں جہاں ایک حد تک رابطہ کا کام مکمل ہو رہا ہے وہاں ان ائمہ کرام کے تربیتی اجتماع کا بھی انعقاد عمل میں آ رہا ہے، چنانچہ اسی سلسلہ کا ایک اجتماع دار القرآن مدرسہ عظمتیہ انصار نگر نوادہ میں ۴/دسمبر کو منعقد ہوا، جس کی صدارت امور مساجد کے ذمہ دار امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا شبلی قاسمی صاحب نے کی، اس اجتماع میں شہر نوادہ اور اطراف کے ائمہ کرام نے بڑی تعداد میں شرکت کی، اس اجتماع میں ائمہ کرام کو خطاب کرتے ہوئے جناب مولانا شبلی قاسمی صاحب نے کہا کہ آپ ائمہ کرام کی حیثیت اپنی آبادیوں میں دینی سربراہ کی ہے، لوگ آپ پر پورا اعتماد کرتے ہیں، آپ کی باتوں کو توجہ سے سنتے ہیں، آپ کی طرف سے اگر معاشرہ کی دینی خطوط پر تعمیر کی از سر نو محنت شروع ہو تو اس کا معاشرہ کو بڑا فائدہ حاصل ہوگا اور آپ حضرات جب ایک لڑی میں اپنے کو پرولیں گے تو کسی بھی تحریک کو کامیاب بنانا اور کسی بھی مشن کو آگے بڑھانا نہایت ہی آسان ہو جائے گا، اسی نظم وارتباط کے لئے امارت شرعیہ کی طرف سے ایک معلوماتی فارم شائع کرایا گیا ہے جو آپ حضرات کے ہاتھوں تک پہونچ چکا ہے، آپ سے گذارش ہے کہ اس کو ان ائمہ کرام تک پہونچائیں جنہیں اب تک یہ فارم دستیاب نہیں ہو سکا ہے، مولانا موصوف نے تربیتی نقطہ نظر سے مزید کئی اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی، اس اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے راقم محمد سہراب ندوی نے ائمہ کرام کو عالمانہ وقار، داعیانہ کردار اور استغنیٰ عن الخلق کی خوبیوں سے آراستہ ہونے کی دعوت دی اور موجودہ حالات کے تناظر میں انہیں اپنی ذمہ داریوں کے تعلق سے بیدار رہنے کی طرف توجہ دلائی، اس اجتماع کا انتظام دار القرآن مدرسہ عظمتیہ انصار نگر کی طرف سے کیا گیا، مدرسہ کے مہتمم حضرت قاری شعیب احمد صاحب کی دعا پر اجتماع اختتام پذیر ہوا، اجتماع میں شریک ائمہ کرام نے ضلع نوادہ کو بہت جلد اس نوعیت سے منظّم کرنے کا فیصلہ لیا۔

پھلواری شریف میں جامعۃ المومنات کا قیام

امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب نے خالص لڑکیوں کیلئے دینی وعصری تعلیم وتربیت کا اقامتی ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ زمین فراہمی کے بعد حضرت نے اپنے مبارک ہاتھوں سے پھلواری شریف میں چار منزلہ عمارت کی بنیاد رکھی۔ عمارت کھڑی ہو گئی تھی کہ حضرت کی زندگی وفا نہ کی اور وہ دنیا سے رخصت ہو گئے اس کے بعد حضرت کے صاحب زادے مولانا عبد الواحد ندوی صدر شعبہ عربی صغری کالج نے اس کام کو انجام تک پہونچایا اور حضرت کا ادھورا خواب پورا ہوا اور شوال سے باضابطہ تعلیم شرع ہو گئی۔ عالمیت کے کورس کے ساتھ CBSCE کورس کی کتابیں شامل کی گئی ہیں اور میٹرک تک کا نصاب ہے۔ ہاسٹل میں ہر طرح کی سہولت ہے ، باصلاحیت اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہی ہیں یہ باتیں مولانا نجیب الرحمن صاحب ندوی نے ۳/دسمبر کو جامعۃ المومنات کے افتتاحی اجلاس میں کہیں۔ افتتاحی پروگرام کا آغاز امینہ آمنہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اس کے بعد جامعہ کی طالبات نے نعت، حمت اور ترانہ پیش کیا۔ مولانا عتیق الرحمٰن خدا بخش لائبریری نے اپنے جامع خطاب میں لڑکیوں کیلئے اس طرح کے ادارے کے قیام پر زور دیا اور فرمایا کہ آج کے دور میں لڑکیاں اسلام اور دین سے دور ہوتی جا رہی ہیں ان کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت بہت ضروری ہے حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب کے بڑے صاحب زادے نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری نسلوں اور خاص کر بچیوں کے دل میں اللہ اور رسول کی محبت گڑ جائے اس کی ہمیں فکر کرنی ہوگی۔ المعہد کے استاذ حضرت مولانا نور الحق رحمانی نے تاریخ کے حوالہ کے ساتھ خواتین کے علمی خدمات اور مختلف کارناموں کا ذکر کیا۔ نائب ناظم حضرت مولانا محمد سہراب ندی نے پر اثر خطاب فرمایا اور تفصیل کے ساتھ تعلیم وتربیت پر روشنی ڈالی۔ ادارہ کے ناظم مولانا عبدلاوحد ندوی۔ نے مہمانوں کا استقبال کیا اور ادارہ کا تعارف اور اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا۔ نظامت کے فرائض مولانا نجیب الرحمٰن ندوی نے کیا اخیر میں صدر جلسہ حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی قاضی شرعت امارت شریعہ نے خطاب کیا اور پھر ان کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ جلسہ کا پورا انتظام بڑے سلیقہ سے ادارہ کے نائب ناظم مولانا شہزاد اکرام ندوی نے انجام دیا۔

جہان آباد، ارول اور پٹنہ میں وفد امارت شرعیہ کے دورہ کی تیاری کا کام جاری

دعوت وتنظیم امارت شرعیہ کے دو اہم اور بنیادی شعبے ہیں، جن کے ذریعہ معاشرتی اصلاح اور اتحاد ملت کی خدمات انجام پاتی ہیں، شعبہ دعوت کے زیر اہتمام مبلغین امارت شرعیہ شہر اور دیہاتوں کے دعوتی واصلاحی دورے کرتے ہیں، اس کے علاوہ وفد کی شکل میں بھی ہر سال مختلف اضلاع کے دورے کئے جاتے ہیں، حضرت امیر شریعت مدظلہ کے حسب ہدایت دسمبر کے اخیر اور جنوری کے ابتدائی ہفتہ میں ضلع ارول وجہان آباد اور ضلع پٹنہ میں وفد کا دورہ ہونا ہے، جس کی ترتیب وتیاری کے لئے مولانا سعود اللہ رحمانی ومولانا مزمل حسین قاسمی ضلع ارول وجہان آباد اور مولانا نور عالم رحمانی ومولانا ظہیر الحسن شمسی ضلع پٹنہ کے مجوزہ مواضعات میں بھیجے جا چکے ہیں، اس دورہ میں امارت شرعیہ کے ذمہ دار علماء کرام شریک رہیں گے اور موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عوام وخواص کو اہم پیغامات دیں گے، تینوں اضلاع کے علماء وائمہ، دانشوران، نقباء امارت شرعیہ اور عام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وفد کے پروگراموں کو کامیاب بنانے میں مخلصانہ تعاون دیں اور ہر اعتبار سے مقامی اجتماع کو کامیاب بنانے کی فکر کریں۔

رکن شوریٰ امارت شرعیہ پروفیسر ناصر جلالی کٹیہار کا انتقال

پروفیسر ناصر جلالی رکن شوریٰ امارت شرعیہ مورخہ ۸/دسمبر جمعہ کی شب ڈیڑھ بجے اللہ کو پیارے ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، ان کی عمر ۷۵/سال تھی، موصوف ایک طویل عرصہ تک ڈی ایس کالج کٹیہار میں ایک کامیاب پروفیسر کی حیثیت سے تعلیمی وتدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور ملازمت سے سبکدوشی کے بعد دینی وسماجی کاموں سے تا وفات وابستہ رہے، علمی وسماجی اعتبار سے آپ کو بڑا احترام حاصل تھا، امارت شرعیہ اور اس کے اکابر سے بیحد محبت وعقیدت رکھتے تھے اور ہمیشہ اس کے لئے قربانی پیش کرنے کو تیار رہتے تھے، اسی لئے دفتر دار القضاء امارت شرعیہ کٹیہار کا آپ کو ذمہ دار بھی بنایا گیا، اور آپ نے ہر موقع پر اس ذمہ داری کا حق بھی ادا کیا، دفتر دار القضاء رام پاڑہ گاندھی نگر کٹیہار کی دو منزلہ عمارت کی تعمیر میں آپ کی محنت ہمیشہ یاد رکھی جائے گی، پروفیسر صاحب کا آبائی وطن مہنار سلطان پور، ضلع ویشالی تھا، ملازمت کے تعلق سے کٹیہار گئے اور وہاں ہی مستقل بود وباش اختیار کر لیا۔ ان کے جنازے کی نماز رام پاڑہ عیدگاہ میں جمعہ کی نماز کے بعد ادا کی گئی، امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داروں نے ان کے انتقال پر اظہار رنج کے ساتھ دعائے مغفرت کی ہے، قارئین نقیب سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

پٹنہ کے گیان بھون میں امارت شرعیہ کا بک اسٹال لوگوں کی توجہ کا مرکز

کتاب انسانوں کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جس قدر انسانوں کے لئے علم ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کے لئے روز اول سے کتاب اور صاحب کتاب (رسولوں) کو بھیجا، حق اور درست باتوں کی رہنمائی کے لئے کتابوں کا پڑھنا بلکہ اس سے دلچسپی بھی اس بات کی علامت ہے کہ انسان حق کا متلاشی ہے۔ امارت شرعیہ نے لوگوں کو کتابوں سے جوڑے رکھنے کی بھی ہمیشہ کوشش کی ہے۔ چنانچہ امارت شرعیہ میں معتبر ومستند علماء ودانشوروں کی مفید تصانیف پر مشتمل کتب خانہ ہے جس میں ایسی کتابیں ہیں جو صالح معاشرہ کی تشکیل میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ امارت شرعیہ لوگوں میں ذوق مطالعہ اور شوق خواندگی پیدا کرنے کے لئے کتاب میلوں کو بھی قدر کی نظر سے دیکھتی ہے اور اسکی پذیرائی کرتی ہے۔ اس سال بھی حکومت بہار کی نگرانی میں پٹنہ کے گیان بھون میں کتام میلہ کا اہتمام کیا گیا ہے، اس کتاب میلہ میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا بھی بک اسٹال (بک اسٹال نمبر 185) لگا ہوا ہے جس میں مختلف طرح کی دینی اور مذہبی موضوعات پر اہم کتابیں دستیاب ہیں، خاص کر برادران وطن کے درمیان تعلقات کو خوشگوار بنانے اور انکے درمیان پھیلی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے موضوعات پر مشہور مصنفین کی کتابیں مناسب قیمت پر ملتی ہیں، خصوصاً سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہندی اور اردو میں بہترین کتابیں موجود ہیں۔ موقع کے مناسبت سے پوسٹر کے ذریعہ بھی غیر مسلم بھائیوں کو اسلام کی صحیح اور سچی تصویر پیش کی جا رہی ہے، اس کام کو امارت شرعیہ کے شعبہ دعوت کے کارکنان مستعدی سے انجام دے رہے ہیں، مکتبہ امارت شرعیہ کے اسٹال سے لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے، بہت سی معزز ومعتبر شخصیات نے اس اسٹال کا معائنہ کیا اور خوشی کا اظہار کیا ہے۔ باذوق حضرات اس اسٹال سے رعایتی قیمت پر کتابیں حاصل کریں اور اپنے ساتھ برادران وطن کو بھی لائیں تا کہ وہ اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیمات سے واقف ہو سکیں۔

b\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\Naqueeb 11-12-17.inp 07/04/39 11:51 Õ PAGE 11 (1,1)

معاشرہ کا بگاڑ اور خواتین کی ذمہ داری

مفتی آصف انجم ملی ندوی

انسان ایک متمدن اور معاشرتی مخلوق ہے، ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا، باہم لین دین کرنا، آپس میں برتاؤ اور اخلاق کے مظاہرے کرنا یہ سب انسانی معاشرہ کے لازمی اجزا ہیں، بہتر باہمی برتاؤ اور معاملات کا مظاہرہ کرنا معاشرہ کے ہر فرد پر نہایت ضروری ہے، انسانی معاشرہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مختلف نوع کے افراد پر مشتمل ہوتا ہے، اس معاشرہ میں مرد اور عورت دو اہم کردار ہیں، ان ہی دو افراد سے پورے ایک خاندان کی تشکیل عمل میں آتی ہے، پھر خاندان سے قبیلہ، قبیلہ سے محلّہ، گاؤں اور شہر آباد ہوتے ہیں، انسانوں کی اسی آبادی کو معاشرہ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس معاشرہ میں ایک مرد کی حیثیت بیک وقت باپ، بیٹا، بھائی اور شوہر وغیرہ کی ہوتی ہے، تو دوسری طرف عورت نہایت شاندار اور قابل قدر حیثیتوں کی مالک ہوتی ہے، عورت انسانی معاشرہ کا مرکزی اور سب سے زیادہ قابل احترام کردار ہے، سارا معاشرہ اسی محور کے اردگرد گھومتا نظر آتا ہے، مامتا اور پیار ومحبت سے بھرے ماں کے آنچل کی ٹھنڈی ہوا، بہن کے پاکیزہ رشتہ، بیٹی کے ایثار وخلوص اور بیوی کی اپنے شوہر کے ساتھ وفاداری کی کوئی بھی مثال دنیا میں پیش نہیں کی جاسکتی۔

عورت کو انسانی معاشرہ میں جو احترام اور اکرام حاصل ہے، اس کی بنیاد پر ایک خاتون اپنی ہر حیثیت کے ساتھ معاشرہ کی حفاظت واصلاح اور اس کو بہتر سے بہتر بنانے میں سب سے زیادہ بنیادی کردار ادا کرسکتی ہے، ماں کی حیثیت سے وہ نونہالان قوم وملے کی بہترین اور قابل قدر تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دے سکتی ہے، ایک بیٹی کی صورت میں وہ اپنے خاندان کی عزت وناموس کی محافظ بن سکتی ہے، ایک بہن کے روپ میں وہ اپنے خاندان وقبیلہ کے جوانمردوں اور بزرگوں کی حوصلہ افزائی اور ان کے عزم وارادوں کو استحکام وتقویت پہونچانے کا عظیم الشان کارنامہ انجام دے سکتی ہے اور ایک وفادار بیوی ہونے کی حیثیت سے عورت اپنے شوہر کے مال، اس کی عزت وآبرو اور اس کی اولاد کی نگہداشت کے ساتھ ساتھ خود کو ایک مثالی خاندان کی تعمیر وتشکیل میں بہترین شریک ثابت کرسکتی ہے، انسانی معاشرہ میں مرد کی حیثیت اپنے گھر اگر قوام یعنی منتظم کی ہے تو وہیں عورت کی حیثیت سے اپنی قوت نافذہ کو بروئے کار لاتے ہوئے تدبیر منزل اور گھر گرہستی کے بہتر نظم ونسق کے متعلق اپنے شوہر کے احکام اور اوامر کو اپنے گھر میں نافذ کرے۔ ایک خاتون کو حاصل مذکورہ مختلف حیثیتیں اور اختیارات در حقیقت اس کے پاس ایک امانت اور عہد ہے، جس کی پاسداری اور وفا شعاری اس پر فرض ہے، ہر خاتون اپنی ان ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے تو یقین کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو معاشرہ وجود میں آئے گا، وہ ایک صاف ستھرا معاشرہ ہوگا، برائیوں اور فسادات سے پاک معاشرہ، جس میں لوگوں کو اپنے خالق ومالک سے آشنا ہوں گے۔ اپنی حقیقت کو جانتے پہنچانتے ہوں گے، اس معاشرہ میں کوئی کسی کی حق تلفی نہیں کرے گا، کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضلت اور برتری حاصل نہیں ہوگی، اگر کوئی صاحب فضل ہوگا تو وہ اس بنا پر فضیلت کا حامل ہوگا کہ وہ اپنے مالک کا حق اور اپنے ماں باپ، بھائی بہنوں، قریبی اور دور کے تمام رشتہ داروں، پڑوسیوں اور اس روئے زمین پر رہنے بسنے والے انسانوں کے حقوق کو پورے اہتمام سے ادا کرتا ہے، وہ مظلوم کی حمایت ونصرت کرتا ہے اور ظالم کو ظلم سے روک دیتا ہے۔

انسانی معاشرہ سے تعلق رکھنے والی ہر خاتون اگر اپنی ذمہ داریوں کو جانے، سمجھے بوجھے اور ان ذمہ داریوں کو ایک اہم امانت سمجھ کر صدق دل سے اسے ادا کرے تو معاشرہ میں پھیلا ہوا ہر بگاڑ خواہ وہ انسانوں کے ظاہر سے تعلق رکھتا ہو یا باطن سے، معاملات کی قبیل سے ہو یا اخلاق اور حکومت وسیاست سے، انفرادی ہو یا اجتماعی، عائلی مسائل سے جڑا ہو اہو یا قومی وملی مسائل سے، سب جھگڑا فساد اور بگاڑ ضرور مٹ جائے گا۔

یہ کوئی خیالی اور افسانوی باتیں نہیں ہیں، ہمارے سامنے صدق وصفا، وفائے عہد، امانت ودیانت، صلہ رحمی وحسن سلوک، اخلاق کریمانہ، عدل وانصاف، استغناء وقناعت، قربانی وایثار، مساوات وبھائی چارہ، الفت ومحبت، تقویٰ وتوکل، شکر واحسان شناسی، صبر وتحمل جیسی خوبیوں سے بھرپور معاشرہ کا ایک بہترین نمونہ موجود ہے، جس میں جھوٹ، خیانت، چوری، بددیانتی، ظلم وناانصافی، کفران نعمت، بے صبری، عدم تحمل، بغض ونفرت اور دشمنیء وعداوت، حرص وہوس، تعصب وجاہلی حمیت، حق تلفی اور وعدہ خلافی وبے وفائی، بے حیائی وعریانیت جیسی کسی بھی برائی کا گذر نہیں تھا، انسانی تہذیب وتمدن کی طویل تاریخ میں اس مثالی معاشرہ کی کوئی دوسری مثال نہیں پیش کی جاسکتی، یہ معاشرہ وہ تھا جو آج سے تقریبا چودہ سو سال قبل کی سرزمین پر وجود میں آیا تھا، واقعہ یہ ہے کہ اس معاشرہ کی تعمیر وتشکیل میں مردوں کے ساتھ خواتین نے بھی زبردست حصہ لیا، مختصر یہ ہے کہ کسی بھی معاشرہ کی تعمیر وتشکیل میں اور اس کو سنوارنے میں خواتین قابل ذکر اور لائق ستائش حصہ لے سکتی ہیں اور نہیں پوری ہمت وحوصلہ کے اپنی عظیم الشان ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہئے۔

بقیات

بقیہ ملک کی موجودہ صورت حال اور ہماری ذمہ داریاں

مسلمان نوجوانوں نے تعمیری جدوجہد کے بجائے مجلسی تبصروں کو ہی اپنی نجات کے لیے کافی سمجھا، ایک طرح کسل اور جمود پوری امت پر طاری ہوگیا، دین سے دوری بڑھتی گئی اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ آزادی سے پہلے جو فتنے تفریق واختلاف اور گروہ بندی کے مسلمانوں میں پیدا ہوئے تھے، آج پھر وہ فتنے سر اٹھا رہے ہیں، حالانکہ جزوی اور فروعی اختلافات کو اتنی اہمیت دینا پوری امت فرقوں میں تقسیم ہوجائے اور امت کے باہمی اتحاد کا کوئی نقطہ باقی نہ رہ جائے، یہ ایسی عظیم الشان تاریخی غلطی ہے، جس کا خمیازہ ہم نے پہلے بھی بھگتا ہے اور اگر ہم نے آئندہ اس غلطی کو دہرایا تو پھر عظیم ملی نقصان کے لیے تیار رہنا چاہئے، اصحاب نظر کے نزدیک یہ امر بالکل واضح ہے کہ اس امت کے افراد کی باہمی گروہ بندی اور ہمارے اندرونی اختلاف ہماری قوت کو کمزور کرے گا اور ہماری اجتماعی ساکھ اکھڑ جائے گی اور ہماری اس قسم کی معاندانہ سرگرمیوں کا سارا فائدہ ہمارے مخالفوں کو پہونچے گا، جس کا تجربہ لکھنؤ میں شیعہ سنی فساد کی شکل میں ہوچکا ہے اور جس کا اعتراف ہر دوطبقہ کے زعما کر چکے ہیں کہ اس فساد کی ذمہ اور اس آگ کو ہوا دینے کی پوری کوشش بعض ان فسطائی جماعتوں نے کی جو پورے ملک میں ہمارے ملی وجود کو ایک منٹ کے لیے برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ان حالات میں کیا ہماری ذمہ نہیں ہے کہ ہم امت کو متحد رکھیں اور دشمنان اسلام کی چال کو سمجھیں اور شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کے آلۂ کار بن کر امت اسلامیہ کو فرقہ بندیوں کا شکار نہ بنادیں۔

یہ ہیں وہ حالات، جن سے آج ہم دوچار ہیں، بلاشبہ حالات بے حد نازک ہیں؛ لیکن ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ جرأت اور عزم وہمت کے ساتھ اگر امت کا یہ اجتماعی قافلہ حالات کو بدلنے کے لیے سرگرم عمل ہوجائے تو خدا کی رحمت ضرور متوجہ ہوگی اور پھر ہم اپنی ان مشکلات کو حل کرسکیں گے۔ مسلمان کبھی مایوس نہیں ہوتا، آج بھی وہ نسخۂ کیمیا (قرآن) ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عزت دی تھی، پھر کیوں نہ ہم قرآن پاک کی طرف رجوع کریں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں احکام اسلامی کو نافذ کریں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز جو ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ مسلمان محض کلمہ لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر ایک امت بنیں، اپنی تمام قسم کی فرقہ بندیوں اور جزوی وفروعی اختلافات سے بالاتر ہوکر امت اسلامیہ کی حفاظت اور دین قویم کی اقامت کے لیے مسلمانوں کی ایسی مضبوط شرعی تنظیم کریں کہ سارے افراد امت ایک جسم کے اعضا کی طرح ایک مقصد کے لیے متحرک ہوں، پھر ہم اپنی تبلیغی مساعی کے ذریعہ مسلمانوں میں دین کی محبت اور ایمان سے تعلق کا وہ جذبۂ بے پناہ پیدا کردیں، جس کے نتیجہ میں دین محمدی کے مقابلہ میں کفر کی کوئی بات قبول کرنا ہمارے لیے آگ میں ڈال دیئے جانے سے زیادہ سخت ہو، ہم اس بات کے لیے آمادہ ہوجائیں کہ ہر مسلم آبادی نظم واجتماعیت کی لڑی میں اس طرح پرودی جائے کہ افراد امت اپنا بڑے سے بڑا نقصان برداشت کرلیں، مگر شریعت کے احکام کو نظر انداز نہ کریں، پھر ان شاء اللہ آپ کا یہ اتحاد اور۔۔۔ اطاعت وفرمانبرداری کا یہ نظام رنگ لائے گا، آپ دوسروں کی مدد پر بھروسہ کرنے کے بجائے ہر طرح کی نازک سے نازک صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے خدا پر اعتماد کریں گے، جس کی دعوت امارت شرعیہ مختلف مواقع پر دیتی رہی۔

یہ بات میں نے بار بار کہی ہے اور پھر آج اسے دہرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ کم از کم کچھ مسائل ایسے ضرور ہونے چاہئیں، جن پر سارے ملک کے مسلمان ایک نقطۂ نگاہ سے سوچیں اور اس کے لیے مشترہ جدوجہد کریں اور اگر ابھی سے پورے ملک میں مسلم رائے عامہ تیار نہیں کی گئی اور ان کو نظم واجتماعیت کے رشتوں میں باندھ کر ہر ناگہانی صورت حال کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں کیا گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ ایک وقت آئے گا، جب ہمارے لیے اپنی اس تاریخی غلطی پر افسوس کرنے کا موقع بھی نہیں رہے گا۔

بقیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں

وفات کے وقت ان کی عمر چھ سال تھی، وفات کا سبب یہ بنا کہ چھ سال کی عمر میں مرغ نے ان کی آنکھ میں چونچ مار کر زخمی کردیا، جس کی وجہ سے ان کا چہرہ ورم کرگیا، اسی تکلیف میں ان کا انتقال ہوگیا۔ انتقال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں لیا، آپ کی آنکھ آبدیدہ تھی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم کرتے ہیں۔

اس سبط رسول کی تجہیز وتکفین خود ان کی نگرانی میں ہوئی، پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے لیے حضرت عثمان ان کی قبر میں اترے۔ اللہ اس مومنہ صابرہ جگر گوشہ رسول اور دو ہجرتوں کی سعادت حاصل کرنے والی خاتون پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

بقیہ ترکی کی اسلامی تحریک

مغربی حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دینی غیرت وحمیت کا ثبوت دیا، برما کے درماندہ مظلوموں کا تعاون اور اس طرح کے بہت سے کام جن سے اسلامی اور انسانی جذبہ کی عکاسی ہورہی ہے، اس سے عالم اسلام میں ترکی اور اردگان کی اہمیت ومقبولیت بڑھتی جارہی ہے، ماضی میں عالم اسلام کا مرکز رہنے والا یہ ملک پھر سے اسلامی قوت بن کر ابھر رہا ہیاردگان اور ان کے اعوان وانصار کی مسلسل کامیابیاں اس کی غماز ہیں کہ ترک عوام اسلامی اقدار کو از سر نو احیا چاہتے ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ جب پھر سے خلافت عثمانیہ کی یاد تازہ ہوجائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

جلد نمبر 65/55 رشارہ نمبر 48 پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفیسٹ پریس دریاپور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا۔

WEEK ENDING 11/12/2017

فون نمبر 2555351,2555014,2555668 فیکس 0612-2555280

E-mail: nazimimaratshariah@gmail.com

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE **NAQUEEB** WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

نہ ہم سفر نہ کسی ہم نشیں سے نکلے گا
ہمارے پاؤں کا کانٹا ہمیں سے نکلے گا
(راحت اندوری)

ترکی کی اسلامی تحریک

ڈاکٹر عنایت اللہ وانی ندوی

ترکی مختلف جہتوں سے متمدن دنیا میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے، جغرافیائی اعتبار سے یہ ایشیا اور یورپ کے مرکز اور دونوں کے درمیان پل کی حیثیت رکھتا ہے، اس کا جنوب مغربی حصہ ایشیا میں اور جنوب مشرقی حصہ یورپ میں داخل ہے، یہ چھ سو سال تک اسلامی سلطنت کا پایۂ تخت اور خلافت عثمانیہ کا مرکز رہا ہے، چھ صدیوں سے زائد عرصہ تک اسلام کے محافظ رہنے والے اس ملک کو عالمی سازش کے تحت یک لخت اسلام سے بے گانہ کردیا گیا، 29 اکتوبر 1923 کو جدید ترکی کے بانی قوم پرست اسلام مخالف مصطفیٰ کمال اتاترک نے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کرکے سیکولر حکومت کا اعلان کردیا، یوں صدیوں عالم اسلام کی قیادت کرنے والی ریاست اپنی مسلم شناخت سے یک لخت محروم ہوگئی، اسلامی قوانین کو سیکولر قوانین میں تبدیل کردیا گیا، سرکاری اداروں میں اللہ اور رسول کا ذکر آئین کے ساتھ بغاوت شمار کیا جانے لگا، جذبۂ قومیت کو ابھارا گیا، اسکولوں کے تعلیمی نصاب سے عربی رسم الخط کو مٹا کر لاطینی رسم الخط رائج کیا، مدارس پر پابندی لگادی، قرآن کا پڑھنا اور تعلیم دینا جرم قرار دیا، مسجدوں میں تالے لگا کر عربی میں اذان تک ممنوع قرار دی اور یورپ سے ہم آہنگ ہونے کے لیے عریانیت اور رقص وسرور کے ادارے اور شراب خانے قائم کئے، عورتوں کے لیے پردہ ممنوع قرار دیا، اسلامی کیلنڈر کا بھی خاتمہ کیا، اسلام کے عائلی قوانین کا خاتمہ کرکے اس کی جگہ سوئیس قوانین کو آئین کا حصہ بنایا گیا، تعدد ازدواج بھی ممنوع قرار دیا، فتح قسطنطنیہ اور اسلامی آثار کی سب سے اہم نشانی ''ایا صوفیہ'' کو مسجد سے عجائب خانہ گھر میں تبدیل کردیا، اسلام اور مسلمانوں سے متعلق ہر نشانی کو مٹا کر ترکی کو مشرق سے کاٹ کر مغرب کا حصہ بنا دیا، اسلام کا حلیہ بگاڑ کر ترک مسلمانوں کو صدیوں پر محیط ان کے عظیم دینی، علمی، تاریخی، ادبی وثقافتی ہر قسم کے فکر اسلامی کے عکاس ورثہ سے محروم کردیا، بقول علامہ اقبال:

چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کو دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

لیکن قانون الٰہی کے تحت ہر عروج کے بعد زوال یقینی ہے، 1969 میں جب ترکی نے عالم اسلام کے ازلی دشمن اور اس کے قلب میں واقع نام نہاد صہیونی ریاست اسرائیل کو تسلیم کرلیا تو ترکی عوام کا پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا، انہوں نے 1950 کے الیکشن میں ترکی کے اعتدال پسند رہنما عدنان مندریس کی ڈیموکریٹک پارٹ کو منتخب کیا، انہوں نے آتے ہی نہ صرف مساجد ومدارس کے دروازے کھول دیئے؛ بلکہ عوام کی بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے 1959 میں اسلام کو ایک بار پھر ترکی کا سرکاری مذہب قرار دیا، ترکی میں حسن البنا شہید کے فکری وارث، انقلابی فکر کے حامل اسلام پسند ترک مرد مجاہد پروفیسر نجم الدین اربکان (پیدائش 29 اکتوبر 1926، وفات 27 فروری 2011) نے ان اصلاحات کا بروقت فائدہ اٹھاتے ہوئے 29 جنوری 1970 کو ملی دفاع پارٹی کی بنیاد رکھی، لیکن پارٹی کے اسلام پسند نظریات کی وجہ سے عدالت نے اسے غیر قانونی قرار دیا، پابندی کے باوجود اربکان کے حوصلے پست نہیں ہوئے؛ بلکہ انہوں نے 21 اکتوبر 1971 میں ایک دوسری سیاسی پارٹی ''ملی سلامت پارٹی'' کے نام سے بنائی اور 1973 کے الیکشن میں 174 ارکان کے ساتھ مخلوط حکومت میں نائب وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ اپنے دور اقتدار میں نجم الدی اربکان نے اسلامی بیداری کے حوالے سے کافی کام کیا، مساجد اور مدارس میں اسلامی تعلیمات کے تعلق سے قانون سازی کی، خصوصا فوجی اداروں میں اسلامی تعلیم کو لازمی قرار دینا ان کا اہم ترین کارنامہ تھا؛ لیکن فوج کو یہ بات پسند نہ آئی، اس لیے اقتدار پر قبضہ کرکے ملی سلامت پارٹی سمیت تمام سیاسی پارٹیوں پر پابندی عائد کردی، جو 16 جولائی 1983 تک برقرار رہی، تین سال بعد عوام نے پھر سے اربکان کی پارٹی کو اسلامی جذبہ کے ساتھ کامیاب کیا اور 1996 تک وہ 153 ارکان اسمبلی کے ساتھ ترکی کے وزیر اعظم بن گے، مگر فوج نے ایک بار پھر اربکان کو ایک اسلامی نظم پڑھنے کے جرم میں اقتدار سے معزول کردیا، البتہ فوج کے مسلسل جبر کے ردعمل میں اسلام پسندوں کی حمایت میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ اسی دوران اربکان کے ایک دست راست اور موجودہ صدر رجب طیب اردگان استنبول کے میئر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے، وہ محنت، ایمانداری، خلوص اور صلاح وصلاحیت کی وجہ سے عوام میں معروف ومقبول ہو چکے تھے اور عوام ان کی ذات میں اپنا مستقبل دیکھ رہی تھی؛ لیکن انہیں بھی 1997 میں ایک اسلامی نظم پڑھنے کے جرم میں جیل جانا پڑا، سخت عوامی احتجاج کی بنیاد پر حکومت کو مجبورا انہیں رہا کرنا پڑا۔

باطل پرست طاقتوں کی جانب سے ہر ممکن کوشش اور ہر طرح کی منصوبہ بندی کے باوجود ترکی میں اتاترک کی مغربی تہذیب کے احیاء کا منصوبہ اللہ کے فضل سے ناکام ہوچکا ہے اور اربکان نے جس اسلامی تحریک کی بنیاد ڈالی تھی، اردگان کی قیادت میں ترک عوام اس تحریک کو منزل مقصود تک پہونچانے میں گامزن ہے، مختلف الیکشنوں میں عوام نے جسٹس اینڈ ڈیولپمنٹ پارٹی کو بھرپور مینڈیٹ دے کر بھاری اکثریت سے اس کے ارکان کو اسمبلی میں پہنچادیا اور پہلی بار ترکی کی تاریخ میں ملک کے وزیر اعظم اور صدر دونوں ایک اسلام پسند جماعت سے منتخب ہوئے۔ مخالف طاقتوں نے ہر محاذ پر اسلامی طاقت کو کچلنے اور دبانے کی کوشش کی، جس کی وجہ سے اسلام پسند نجم الدین اربکان کو پانچ مرتبہ مختلف ناموں سے نئی پارٹیاں بنانی پڑی، یہ اربکان ہی کا حوصلہ وہمت تھی کہ بار بار کی پابندی اور قید وبند کے باوجود صبر کے پہاڑ بنے رہے، آشیانہ بار بار جلتا رہا، مگر ہر بار تنکا تنکا جمع کرکے نیا آشیانہ بناتے رہے، نجم الدین اربکان نے جو راستہ کھول دیا تھا، لاکھ کوششوں کے باوجود نہ کوئی فوج اور نہ کوئی دوسری اندرونی وبیرونی طاقت اس کو بند کرسکی۔

ترکی کے موجودہ وزیر اعظم رجب اردگان نجم الدین اربکان کے تربیت یافتہ اور دینی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں، اسلامی غیرت وحمیت سے معمور ہیں، خود بھی دینی وفکری اعتبار سے کافی مضبوط ہیں اور پورے ملک میں تعلیمی، تربیتی، سیاسی اور فکری تمام میدانوں میں اسلامی بنیادوں پر کافی کام کررہے ہیں، ترک عوام کی اکثریت اسلامی اعتبار سے نہایت بیدار اور اسلام کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے تیار ہے، دینداری اور ڈسپلن میں بھی یہ قوم اپنی مثال آپ ہے، گذشتہ سال فوجی بغاوت کو کچلنے میں عوام نے جس جواں مردی اور بے کوفی کا ثبوت دیا ہے، دنیا کی پوری تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ترکی میں اسلام پسندوں کو کس قدر عوامی حمایت حاصل ہے اور دینی بیداری پیدا کرنے میں وہاں کے اسلام پسندوں نے کس قدر کام کیا ہے۔

اپنے دور اقتدار میں اردگان نے جو سخت فیصلے لئے ہیں، ان کے ان جرأت مندانہ اقدامات سے اسلام مخالف طاقتوں کی نیند حرام ہوچکی ہے، خصوصا مسئلہ فلسطین کے حوالے سے فلسطینیوں کی حمایت اور اسرائیل کے ساتھ مزاحمت کے کردار نے انہیں ممتاز اسلامی قائد کی حیثیت سے معروف کردیا ہے، جب سے ترکی نے اپنی پالیسیاں تبدیل کی ہیں، خاص طور پر یورپی یونین میں شمولیت کے بجائے اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے، یا خلیجی بحران میں قطر کی حمایت کررہا ہے، فلسطین، مصر، شام، عراق، لیبیا، تیونس اور دیگر مسلم ممالک کے اسلام پسندوں کی مکمل پشت پناہی اور ان کو پناہ دینے کے اقدامات کئے ہیں، ایک مسلمان مرد مجاہد کی طرح اردگان نے فیرڈم فلوٹیلا کے معاملہ میں اسرائیل کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ بنگلہ دیشی حکومت کی جانب سے جماعت اسلامی کے رہنما مولانا مطیع الرحمٰن (شہید) کو پھانسی دینے پر اپنے سفیر کو بنگلہ دیش سے واپس بلالیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

جاڑے میں گرم کپڑے اور کمبل سے غرباء کو راحت پہونچائیں: قائم مقام ناظم

جاڑے کی شدت بڑھتی جارہی ہے، موسم کا مزاج بدل رہا ہے، آئندہ چند دنوں میں اس میں اور تیزی آنے کی توقع ہے، ایسے وقت میں امارت شرعیہ کی جانب سے ہر سال غرباء ومساکین کے درمیان کمبل تقسیم کرنے کی روایت رہی ہے، اس سال بھی غرباء کے درمیان کمبل کی تقسیم شروع ہوگئی ہے، خاص کر اس سال شمالی بہار کے سیلاب زدہ علاقوں میں بڑے پیمانے پر کمبل کی تقسیم کا منصوبہ ہے۔ قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اہل خیر حضرات سے اپیل کی ہے کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیں، خاص طور پر شمالی بہار کے سیلاب زدگان کے لیے زیادہ سے زیادہ تعداد میں کمبل کی فراہمی میں اپنا تعاون دیں، امارت شرعیہ کی طرف سے جو کمبل کی خریداری کیجا رہی ہے، اس میں ایک کمبل کی قیمت -/350 روپئے ہے۔ اصحاب خیر حضرات اپنی طرف سے جتنے کمبل مستحقین کو بھیجنا چاہتے ہوں، اس حساب سے اس کی قیمت بیت المال امارت شرعیہ میں ارسال فرمادیں، یا خود خرید کر مستحقین تک پہونچانے کی سعی کریں۔ قائم مقام ناظم صاحب نے کہا کہ جو اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے، خاص طور مصیبت کی اس گھڑی میں مصیبت زدگان کی راحت رسانی ہر مسلمان کی انسانی وایمانی ذمہ داری ہے۔ ساتھ ہی اپنے طور پر اپنے محلّہ اور علاقہ کے ضرورت مند افراد کی مدد کریں، رشتہ داروں میں کوئی ضرورت مند ہو تو اس کا خیال کریں، یہ بڑا کار ثواب ہے، امید ہے کہ اہل خیر حضرات اس طرف فوری توجہ دیں گے۔

نقیب قیمت فی شمارہ -/6 روپے ششماہی -/200 روپے سالانہ -/300 روپے